عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۲۸ محرم تا ۵ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۳

کلیسیا پاکستان کے نام کھلا خط

اسلام اور مرزائیت

ایک تقابلی مطالعہ

صفر المظفر اور توہم پرستی

روحانی بیماریوں کی فکر کیجیے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

ادارے کی طرف سے علاج معالجہ کی سہولت

محمد ذیشان، کراچی

س:...... میں ایک ادارہ میں ملازم ہوں، ہمارا ادارہ اپنے ملازمین کو علاج معالجہ کی مفت سہولت دیتا ہے، گویا ہر ملازم اپنا اور اپنی بیوی بچوں کا علاج ادارہ کے مخصوص ہسپتالوں سے مفت کرواسکتا ہے۔ ہمارے ادارے نے ایک انشورنس کمپنی سے معاہدہ کیا ہے، جس کی بنا پر وہ کمپنی ہمارے علاج کی ذمہ دار ہے، یادر ہے کہ ہمارا ادارہ جو اس انشورنس کمپنی کو ادائیگی کرتا ہے وہ ہماری تنخواہ سے منہا نہیں کی جاتی۔ کیا اس صورت میں ہم خود اور اپنی بیوی بچوں کا علاج اس انشورنس کمپنی سے کرواسکتے ہیں؟

ج:...... اگر آپ کے ادارہ نے انشورنس کمپنی سے از خود معاملہ کیا ہے اور انشورنس کی رقم وہ از خود بھرتا ہے تو آپ کو اس کمپنی سے علاج کرانے کی سہولت سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کا ادارہ آپ کی طرف سے جو رقم ادا کر رہا ہے وہ آپ کی ملکیت نہیں ہے وہ ادارہ کی ملکیت ہے۔ ادارہ اس میں جو تصرف کرنا چاہے کرسکتا ہے، اس لئے انشورنس سے علاج کا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

خودلذتی کبیرہ گناہ ہے

نام حذف کردیا گیا

س:...... میں نے علماء کرام سے یہ سنا ہے کہ دین کے کسی بھی مسئلہ کو سمجھنے کے لئے انسان کو شرم نہیں محسوس کرنی چاہیے۔ میں آپ کی خدمت میں کچھ ایسا ہی مسئلہ پیش کررہا ہوں، مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں شادی شدہ ہوں، بال بچے دار ہوں، لیکن میری اہلیہ چند سال پہلے فوت ہوچکی ہے، میں عقد ثانی کرنا چاہتا ہوں، لیکن میری اس جائز خواہش میں کچھ معاشرتی مسائل حائل ہیں۔ ہماری برادری میں دوسری شادی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، اس لئے بہت سی جوان لڑکیاں اور عورتیں جو بیوہ ہوچکی ہیں اور بہت سے مرد جو رنڈوے ہوچکے ہیں وہ دوسری شادی کرنے کی ہمت نہیں کرتے اور اپنی بقیہ زندگی اس طرح گزار دیتے ہیں، اس کے علاوہ میرے بچے بھی یہ برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ کوئی عورت ان کی ماں کی جگہ سنبھال لے، اس صورتحال میں، میں ذہنی کشمکش میں مبتلا ہوں اور میں نے اپنی فطری خواہش کو کافی عرصے سے دبا کر رکھا ہوا ہے لیکن کب تک؟ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مجھ سے کوئی گناہ نہ سرزد ہوجائے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں اپنی اس فطری خواہش کو مصنوعی طریقہ (خودلذتی) سے پورا کرسکتا ہوں؟ کیا یہ عمل کرنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ گناہ صغیرہ ہوگا یا گناہ کبیرہ؟ اگر یہ کسی بھی طرح کا گناہ ہے تو کیوں؟ جبکہ اس عمل میں کسی کی عزت کو پامال نہیں کیا جاتا۔

ج:...... اگر زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو نکاح کرنا فرض ہے، لہٰذا آپ فوراً نکاح کرلیں لوگوں کو نہ دیکھیں، کیونکہ اگر آپ سے گناہ ہوگیا تو اس کی سزا آپ کو بھگتنا ہوگی نہ کہ آپ کے بچوں اور معاشرہ کے افراد کو۔

۲:... خودلذتی یعنی مشت زنی گناہ کبیرہ ہے، تاہم اگر کسی کو زنا کا اندیشہ ہو تو بعض ائمہ کے ہاں اس کی بقدر ضرورت اجازت ہے مگر اس کو مستقل ذریعہ تسکین نہ بنائے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو لوگ مشت زنی کرتے ہیں کل قیامت کے دن ان کے ہاتھ حاملہ ہوں گے۔

Powered by www.khatm-e-nubuwwat.info

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ — ۲۸ محرم الحرام تا ۵ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۱۰ء — شمارہ:۳

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

آئرلینڈ حکومت اور قانون توہین رسالت	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
اسلام اور قادیانیت... ایک تقابلی مطالعہ	۷	مولانا غلام رسول دین پوری
کلیسیا پاکستان کے نام کھلا خط	۱۲	مولانا عبدالرؤف فاروقی
صفر المظفر اور توہم پرستی	۱۵	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
روحانی بیماریوں کی فکر کیجیے	۱۸	مولانا محمد سلیم دھورات
قاضی شریح بن حارثؒ کے عادلانہ فیصلے (۲)	۲۱	حکیم محمود احمد ظفر
نماز میں دل کیوں نہیں لگتا؟	۲۴	ڈاکٹر عبدالحی عارفی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road Multan

Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قیامت کے حالات

قیامت کے دن کے پسینے کا بیان

ایک حدیث میں ہے کہ: اس دن کی بے چینی اس قدر شدید ہوگی کہ کافر کا پسینہ اس کے منہ کی لگام بنا ہوا ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ: اہلِ ایمان کہاں ہوں گے؟ فرمایا: سونے کی کرسیوں پر ہوں گے، اور بادل ان کو سایہ کئے ہوں گے۔ (بیہقی فی البعث عن عبداللہ بن عمرو)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آفتاب لوگوں کے سروں پر ہوگا، اور ان کے اعمال ان پر سایہ فگن ہوں گے۔ (والروایات کلہا فی فتح الباری)

ان احادیث سے قیامت کے ہوش رُبا دن کی ہولناکیوں کا اندازہ ہوتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ قیامت کے احوال میں ہر شخص کی حالت اس کے اعمال کے مناسب دُوسروں سے مختلف ہوگی، سب سے زیادہ شدت کفار پر ہوگی، ان سے دُوسرے مرتبے میں ان لوگوں پر جو کبائر کے مرتکب تھے، ان سے کم ان اہلِ ایمان پر جو کبائر سے اجتناب کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوں گے جن کو عرشِ اِلٰہی کا سایہ نصیب ہوگا، اور وہ اس دن کے اَہوال سے مأمون ہوں گے۔ حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور نیک مؤمنین سے ان کے اپنے اپنے درجات کے مطابق اکرام و احسان کا معاملہ ہوگا۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ.“ (یونس:۶۳)

ترجمہ: ...”یاد رکھو! جو لوگ اللہ کے دوست ہیں، نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔“

ان احادیث سے مدعا یہ ہے کہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر اس خوفناک دِن کے لئے جو بہرحال ہر شخص کو پیش آنے والا ہے، تیاری کریں، ان اسباب کو اختیار کریں جن کے ذریعے ان اَہوال سے چھٹکارا نصیب ہو، ہم سے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جتنی کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں، ان سے توبہ کرکے ان کی تلافی و تدارک کا اہتمام کریں اور کریم آقا کی بارگاہ میں ہمیشہ اِلتجا کرتے رہیں کہ محض اپنے لطف و احسان سے ہمیں قیامت کے دن کی ذِلت و رُسوائی سے محفوظ رکھیں، دُنیا کی آلائشوں سے پاک صاف کرکے یہاں سے لے جائیں اور قیامت کے دن اپنے مقبول بندوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائیں۔ جس شخص کو قیامت کا سامنا ہو، اس کا غفلت و بے پروائی میں زندگی گزارنا لائقِ صد افسوس ہے!

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَكَ اَوْسَعُ لِیْ مِنْ ذُنُوْبِیْ، وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ، اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ فَاِنَّكَ بِیْ عَالِمٌ وَّلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّكَ عَلَیَّ قَادِرٌ.

آخرت سے متعلق مومن اور منکر کی سوچ و فکر کا فرق

...چنانچہ مومنوں اور آخرت کے منکروں کی عالم آخرت سے متعلق سوچ و فکر کا فرق بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اور آپ کو کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو (مگر) جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے وہ اس کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے، یاد رکھو! کہ جو لوگ قیامت کے (منکر ہیں اور اس کے) بارے میں جھگڑتے ہیں، بڑی دور کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔“

(الشوریٰ:۱۷،۱۸)

یعنی جن کو قیامت پر یقین نہیں وہ ہنسی مذاق کے طور پر نہایت بے فکری سے کہتے ہیں کہ ہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی؟ آخر دیر کیا ہے؟ جلدی کیوں نہیں آجاتی، لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین سے بہرہ ور کیا ہے وہ اس ہولناک گھڑی کے تصور سے لرزتے اور کانپتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ہونے والی ہے کسی کے ٹلائے ٹل نہیں سکتی۔ اس لئے اس کی تیاری میں لگے رہتے ہیں، اس سے سمجھ لو کہ ان جھگڑنے والے منکرین کا حشر کیا ہونا ہے؟ جب ایک شخص کو قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں وہ تیاری کیا خاک کرے گا، ہاں جتنا اس حقیقت کا مذاق اڑائے گا گمراہی میں اور زیادہ دور ہوتا چلا جائے گا۔ (تفسیر عثمانی، الشوریٰ)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

آئرلینڈ حکومت اور قانون توہین رسالت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

گزشتہ ایک عرصہ سے جہاں دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا ہے اور مسلمانوں کے خلاف گھیرا تنگ کیا جارہا ہے، وہاں یہودی، قادیانی اور عیسائی گٹھ جوڑ نے قادیانیت کی مردہ لاش میں روح پھونکنے کی سعی وکوشش بھی شروع کی جاچکی ہے۔

چنانچہ دنیا بھر کے چوہڑے چمار اور یورپ و امریکا کے یہود و نصاریٰ قادیانی مفادات کے تحفظ کے لئے ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر اسلام، اسلامی اقدار اور مسلمانوں کی مقدس شخصیات، خصوصاً آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کے درپے نظر آتے ہیں، ان کا بس نہیں چلتا کہ کس طرح وہ مسلمانوں کے قلوب کو چھلنی کریں اور ان کو ذہنی وقلبی اذیت سے دوچار کریں۔

اس کے لئے کبھی وہ مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہیں، تو کبھی تشدد پسند، کبھی اسلامی اقدار کا مذاق اڑاتے ہیں تو کبھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین وتنقیص کا ارتکاب کرتے ہیں، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہتے ہیں تو کبھی توہین آمیز خاکے بنانے اور ان کی اشاعت کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔

اس پر اگر مسلم امہ احتجاج کرے یا ایسے موذیوں کو کیفرکردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرے، تو نہ صرف ان کے اس مطالبہ کی شنوائی نہیں ہوتی بلکہ الٹا قانون توہین رسالت کی منسوخی یا کم ازکم حسب منشا تبدیلی کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور بزور قوت مسلم حکومتوں کو اپنے اس ناروا مطالبہ کی تعمیل پر مجبور کیا جاتا ہے۔

یہ اسلام دشمن قوتوں کے اس غلط پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان اور بے غیرت مسلم لیڈر بھی اس معاملہ میں یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کی ہاں میں ہاں ملاکر قادیانیوں کو مظلوم اور قانون توہین رسالت کو نعوذ باللہ ظالمانہ اور متعصبانہ کہنے کی ناپاک جسارت کرتے نظر آتے ہیں۔

جس کا سب سے خطرناک اور اذیت ناک پہلو یہ ہے کہ کہیں سیدھے سادے اور خالی الذہن مسلمان اپنے نام نہاد لیڈروں کے اس مذموم پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوجائیں اور خاکم بدہن اس سے ان کے دل ودماغ سے اسلام، اسلامی اقدار اور قانون توہین رسالت کی اہمیت وعظمت کم نہ

ہو جائے؟ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو ان کا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت اور ایمان کا رشتہ کمزور بلکہ ختم نہ ہو جائے؟ اور کسی مسلمان کی دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ ٹوٹ جائے؟

ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے اور سو بار سوچنا چاہئے کہ اگر امریکی یا پاکستانی صدر کی توہین وتنقیص یا کسی دو پیسے کے لیڈر کی شان میں گستاخی قابل جرم ہے اور اس پر ملکی قانون حرکت میں آ سکتا ہے تو نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دریدہ ذہنی کیونکر قابل جرم نہیں؟ اور اس پر اسلامی آئین کیونکر حرکت میں نہیں آنا چاہئے۔

نیز ان لوگوں کو اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ قانون توہین رسالت صرف مسلمانوں کے نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص پر قدغن نہیں لگاتا بلکہ اگر تعصب وعناد کی عینک اتار کر اس قانون کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ اس قانون کی رو سے خدانخواستہ اگر کوئی مسلمان، حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین وتنقیص کا مرتکب ہوتا ہے، تو وہ بھی ٹھیک اسی طرح اس کی زد میں آئے گا اور توہین رسالت کی سزا کا مستحق ہوگا، جس طرح کوئی عیسائی، یہودی اور قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کے ارتکاب پر اس قانون کی زد میں آتا ہے اور سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ بایں ہمہ ہمارے خیال میں ایسے لوگوں کو شاید اسلام اور پیغمبر اسلام کا بنایا ہوا قانون توہین رسالت تو سمجھ نہ آ سکے اور آئے بھی کیوں؟ اس لئے کہ ان کو تو اسلام اور مسلمانوں سے خدا واسطے کا بغض اور عناد ہے۔

تاہم اگر ان کو ہر بات کی افادیت ومضرت اور نفع، نقصان کے پرکھنے کے لئے مغرب کی آنکھ سے دیکھنے کی عادت ہے؟ یا ان کو مغرب کی ہر بات، ہر قانون اور ہر اقدام میں خیر وفلاح نظر آتی ہے تو ان کو آئرلینڈ حکومت کے اس قانون کو دیکھتے ہوئے اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کر لینی چاہئے، لیجئے اس سلسلہ کے ایک قانون پر مشتمل خبر ملاحظہ ہو:

> ”ڈبلین (مانیٹرنگ ڈیسک) آئرلینڈ میں توہین رسالت پر مبنی خاکوں یا تحریر کی اشاعت کے خلاف نیا قانون نافذ کر دیا گیا۔ آئرلینڈ کے خبر رساں ادارے کے مطابق حکومت نے جولائی ۲۰۰۹ء میں توہین رسالت کے خلاف قانون منظور کیا تھا، جو رواں سال یکم جنوری سے نافذ ہو گیا۔ قانون کے تحت توہین رسالت پر مبنی خاکے یا تحریر شائع نہیں کی جا سکیں گی۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو ۲۲ ہزار پاؤنڈ جرمانہ کیا جائے گا۔“
>
> (روزنامہ اسلام ۴/جنوری ۲۰۱۰ء)

اگر یہ خبر صحیح ہے اور خدا کرے صحیح ہو، تو اس کا خوشگوار نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ پاکستان میں رائج قانون توہین رسالت کی منسوخی کا مطالبہ کرنے والے عناصر آئرلینڈ حکومت کی اقتدا میں نہ صرف اس قانون کی منسوخی کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں بلکہ ان کو اس قانون کے عملی نفاذ کے لئے بھرپور سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ایسا کیا گیا تو انشاء اللہ مذہب کے نام پر دہشت گردی کی وارداتوں میں نمایاں کمی آ جائے گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اسلام اور مرزائیت ایک تقابلی مطالعہ

مولانا غلام رسول دین پوری

عقائد اسلامیہ میں عقیدۂ ختم نبوت ایک بنیادی، معروف ومشہور اور مسلم عقیدہ ہے، اللہ پاک نے قرآن پاک میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں اس عقیدہ کو مختلف عنوانات سے مختلف اوقات میں ایسا واضح اور مدلل ومبرہن کردیا ہے کہ کسی تحریف کرنے والے کی تحریف نہیں چل سکتی، صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق رہا ہے کہ سید الاولین والآخرین جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، یہ مسئلہ بدیہی اور شک وشبہ سے منزہ و پاک ہے، لیکن قادیانی فرقہ مسلمانوں کے ایمان کو کمزور کرنے اور ان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے شب وروز زور لگاتا رہتا ہے، اس لئے مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے زیر نظر مضمون نہایت اختصار کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ جمیع اہل اسلام کے ایمان کی حفاظت فرمائیں اور بوقت موت عقیدہ ختم نبوت پر استقامت اور اس کا تحفظ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی تعلیم

خدا تعالیٰ کے تمام پیغمبروں نے کبھی کسی بشر سے کسی قسم کا کوئی علم حاصل نہیں کیا بلکہ وہ اُمّی اور ناخواندہ ہوتے تھے، ان کی تعلیم منجانب اللہ، لَدُنّی اور روحانی طور پر بذریعہ وحی والہام ہوتی تھی، چنانچہ مروی ہے:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہم پیغمبر (علیہم السلام) ناخواندہ گروہ ہیں، نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ ہم نے حساب سیکھا ہے۔“ (بخاری ومسلم)

مرزا قادیانی کی تعلیم

مرزا قادیانی کی تعلیم کا حال خود انہی کی زبانی سنئے، لکھتا ہے:

”بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر (ادب بھی ملاحظہ کرتے جائیں! ناقل) رکھا گیا، جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی (مسلکاً حنفی) تھا، اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے، جن کا نام فضل احمد (مسلکاً اہلحدیث) تھا، مولوی صاحب موصوف جو ایک دین دار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے، اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ (شیعہ) تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔“

(کتاب البریہ مولفہ مرزا قادیانی ص:۱۸۰، روحانی خزائن ج:۱۳)

اسی طرح کا مضمون مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے سیرۃ المہدی (ص:۲۵۱، ج:۱) میں لکھا ہے۔

ختم نبوت کے بارے میں اسلامی عقیدہ

اسلامی عقیدے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کے خاتم اور آخر الانبیاء ہیں، آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت و رسالت نہیں دیا گیا اور نہ دیا جاسکتا ہے، باب نبوت و رسالت مطلقاً مسدود ہے اور مدعی نبوت و رسالت کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قرآن پاک سے دلیل ختم نبوت

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، وکان اللہ بکل شیء علیما“ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: ”نہیں ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن رسول ہیں اللہ کے اور نبیوں میں سے آخری نبی ہیں۔“ (الاحزاب:۴۰)

آیت مبارکہ صراحتاً یہ بات بتلارہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں میں سے آخری نبی اور سب کے خاتم ہیں، معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

معنی ''خاتم النبیین'' ازلغت

لغت کے امام، امام راغب اصفہانیؒ نے اپنی معتبر کتاب ''مفردات القرآن'' کے ۱۴۲ پر لفظ ''خاتم النبیین'' کا یہ معنی بیان کیا ہے:

''وخاتم النبیین: لانه ختم النبوة ای تممها بمجیئه''

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس لئے کہا کہ آپ نے نبوت کو ختم فرمادیا ہے، یعنی آپؐ نے تشریف لاکر نبوت کو تمام اور مکمل کردیا ہے۔''

آیت مذکورہ کے تحت امام ابن جریرؒ لکھتے ہیں:

''ولکنه رسول اللّٰه وخاتم النبیین الذی ختم النبوة فطبع علیها فلا تفتح لاحد بعده الی قیام الساعة۔'' (ابن جریر، ج:۲۲، ص:۱۶)

ترجمہ: ''لیکن آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، یعنی وہ جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی، پس وہ قیامت تک آپؐ کے بعد کسی کے لئے نہ کھولی جائے گی۔''

''عن ثوبان رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔'' (ابوداؤد، ج:۲، ص:۱۲۷، ترمذی، ج:۲، ص:۴۵)

ترجمہ: ''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔''

حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد مدعی نبوت دجال وکذاب ہے، کیا ایسی صاف حدیث وارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسئلہ ختم نبوت کا کوئی پہلو مخفی رہ جاتا ہے؟

مرزائی عقیدہ

اجرائے نبوت

جاہل اور سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانے کے لئے مرزا قادیانی ملعون نے کبھی تو یوں کہا:

''قرآن و حدیث پر میرا ایمان ہے، مگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔'' (خلاصہ حقیقة الوحی، ص:۲۷/۲۸، خزائن:۲۲، ص:۲۹، ۳۰)

اور کبھی یہ کہا:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء، ص:۱۱، خزائن، ج:۱۸، ص:۲۳۱)

اور کبھی یہ کہا:

''میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، ص:۷، خزائن، ج:۱۸)

اور کبھی یہ کہا:

''جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردود ہے۔'' (ملفوظات، ج:۱۰، ص:۱۲۷)

مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارتوں سے دعویٰ نبوت ورسالت واجرائے نبوت ثابت ہے، لہٰذا مرزا کذاب ودجال ہے۔

اسلامی عقیدہ

انقطاع وحی نبوت

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر وحی نازل نہیں ہوسکتی، کیونکہ آیت ختم نبوت (مذکورہ بالا) سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ نبوت و رسالت کا دروازہ مسدود ہے تو لامحالہ وحی نبوت ورسالت کا دروازہ بھی بند ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

''ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین۔'' (الزمر:۶۵)

''آپ کی طرف اور آپ سے پہلے جس قدر انبیاء علیہم السلام آئے سب کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اگر تم بھی شرک کروتو تمہارے بھی سارے عمل تباہ ہوجائیں اور تم خاسرین میں داخل ہوجاؤ گے۔''

دیکھئے! آیت مبارکہ سے بالکل صاف واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت باقی رہتی تو یہ فرمایا جاتا کہ: ''آپ کی طرف اور آپ سے پہلے جس قدر انبیاء علیہم السلام آئے اور آپ کے بعد جس قدر انبیاء علیہم السلام آئیں گے'' حالانکہ اس طرح نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد وحی نبوت منقطع ہے۔

دلیل از اقوالِ صحابہؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: ''انه قد انقطع الوحی وتم الدین'' ... کہ تحقیق وحی نبوت منقطع ہوگئی اور دین تمام ہوچکا... ''ان الوحی قد انقطع'' ... کہ وحی نبوت منقطع ہوچکی ہے... (مشکوٰة، ص:۵۵۶، بخاری، ص:۳۶۰، ج:۱)

مرزائی عقیدہ

وحی نبوت جاری ہے

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار اس بات کے معتقد ہیں کہ مرزا قادیانی (ملعون) پر وحی نبوت بارش کی طرح اترتی تھی، کبھی عربی میں، کبھی اردو اور ہندی میں، کبھی فارسی، انگریزی اور عبرانی میں اور کبھی ایسی زبان میں جو سمجھ میں بھی نہ آوے، ملاحظہ ہو:

”مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی، اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“
(حقیقۃ الوحی، ص:۱۵۰، خزائن، ج:۲۲، ص:۱۵۳)

انگریزی میں الہام

”آئی لو یو، آئی ایم ود یو، آئی شیل ہیلپ یو۔“
(البشریٰ، ج:۱، ص:۷، خزائن، ج:۱، ص:۵۷۱)

اسلامی عقیدہ

مدارِ نجات آنحضرت ﷺ کی تعلیمات

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وحی نبوت جمیع انسانوں کے لئے تاقیامت مدارِ نجات ہے، آپؐ کے بعد کسی اور کی وحی مدارِ نجات نہیں ہوسکتی۔

”تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔“
(الفرقان:۱)

ترجمہ: ”مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن کریم نازل فرمایا تاکہ تمام ہی جہان والوں کے لئے نذیر بنے۔“

یہ آیت صاف بتلارہی ہے کہ قیامت تک تمام انسانوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں اور آپؐ ہی کی شریعت پر عمل کرنا باعثِ نجات ہے۔

”والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ هم یوقنون، اولئک علی هدی من ربهم واولئک هم المفلحون۔“ (البقرہ:۴،۵)

ترجمہ: ”اور جو ایمان لاتے ہیں، اس پر جو اتارا گیا، آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔“

یہ آیت بڑی وضاحت کے ساتھ بتارہی ہے کہ فلاح ونجات کے حصول کے لئے بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپؐ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے۔

”اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء۔“
(الاعراف:۳)

ترجمہ: ”اتباع کرو اس وحی کا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور نہ اتباع کرو اس کے سوا کسی اور رفیقوں کا۔“

یہ آیت کریمہ بھی اعلان کررہی ہے کہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وحی کا اتباع اہل عالم کے لئے فرض ہے اور کسی کی وحی کا اتباع جائز نہیں، اگر بالفرض آپؐ کے بعد بھی کوئی وحی نبوت مدارِ نجات خدا کی طرف سے آنے والی تھی تو اس کی اتباع سے کیوں روکا جاتا، معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً وحی منقطع ہے، اگر کوئی اس کا مدعی ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی ملعون) تو وہ کافر، کذاب، دجال ہے۔

مرزائی عقیدہ

مدارِ نجات مرزا کی تعلیمات

مرزائی اور مرزا قادیانی مدار نجات تمام انسانوں کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کو کہتے ہیں، ملاحظہ ہو:

”خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم کو میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔“ (حاشیہ اربعین نمبر۴، ص:۶، خزائن، ج:۱۷، ص:۴۳۵)

اسلامی عقیدہ

معجزہ اب کسی کو نہیں مل سکتا

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوسکتا، کیونکہ معجزہ خصائص نبوت میں سے ہے اور نبوت چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوچکی ہے، لہٰذا معجزات کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا ہے اور معجزہ کا مدعی کافر ہے اور اس سے معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر ہے۔

”ومن ادعی النبوۃ فی زماننا فانه یصیر کافرا ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافر لانه شک فی النص۔“
(تمہید ابوشکور سلمی، ص:۱۲۴)

ترجمہ: ”جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہوجائے گا اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہوجائے گا، کیونکہ اس نے نص قرآنی

میں شک کیا۔"

اسی طرح کا مضمون شرح عقائد نسفی اور ملا علی قاری کی "شرح فقہ الاکبر" میں ہے۔

مرزائی عقیدہ

مرزا قادیانی صاحب معجزہ تھا

مرزائی اور مرزا قادیانی اپنے معجزات دس لاکھ بتاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار، ملاحظہ ہو:

ا:... "درحقیقت یہ خرق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔" (براہین احمدیہ پنجم ص:۵۶، خزائن ج:۲۱ ص:۷۲)

۲:... "مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا بھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص:۴۰، خزائن ج:۱۷ ص:۱۵۳)

اسلامی عقیدہ

آنحضرت ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں

اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر مخلوق میں سے کوئی نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ آپ سے کوئی افضل ہو، اس پر سب سے بڑی دلیل دیگر آیات کے علاوہ آیت ختم نبوت ہے، مزید ایک دو احادیث مبارکہ بھی پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن) میں تمام رسولوں کا قائد ہوں گا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور میں خاتم النبیین ہوں، یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا اور میں قیامت کے روز سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔"

(مشکوٰۃ ص:۵۱۴)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں سے فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے مختصر کلمات (معانی کثیرہ کے حامل) دیئے گئے ہیں، (۲) رعب سے میری مدد کی گئی ہے (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کردیتا ہے)، (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے، (۴) میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ اور اس کی مٹی پاک کرنے والی بنادی گئی ہے، (۵) تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، (۶) انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ میری ذات پر ختم کردیا گیا ہے۔"

(مسلم ج:۱ ص:۱۹۹، مشکوٰۃ ص:۵۱۲)

یہ دونوں احادیث صاحب مشکوٰۃ نے "باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم" میں ذکر فرمائی ہیں، ان دونوں احادیث میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونا مذکور ہے، جب آپ کی ذات گرامی جمیع انبیاء (جو انسانوں میں سے عمدہ ترین ہیں) سے افضل ہے تو دوسری مخلوق سے بطریق اولیٰ افضل و بالاتر ہیں "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کا کامل و مکمل مصداق ہیں۔

مرزائی عقیدہ

مرزا قادیانی آپ کا ہم پلہ بلکہ آپ سے افضل ہے

مرزائیوں کے عقیدہ میں مرزا قادیانی (ملعون) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے (العیاذ باللہ) برابر ہے، آپ کے تمام کمالات مع نبوت کے مرزا قادیانی (ملعون) کو حاصل ہیں، ملاحظہ ہو:

ا:... "کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے، وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے، اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظلی طور پر ہم (مرزا قادیانی) کو عطا کئے گئے۔" (الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء ص:۷، ملفوظات ج:۳ ص:۲۷۰)

لہ خسف القمر المنیر وان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر

ترجمہ: "اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، کیا تو انکار کرے گا۔"

(قصیدہ اعجازیہ ص:۷۱، خزائن ج:۱۹ ص:۱۸۳)

اس سے پہلے آپ "تحفہ گولڑویہ" کا حوالہ پڑھ چکے ہیں، جس میں مرزا قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے، کیا اب بھی مرزا قادیانی کے کفر و دجل میں کچھ شبہ ہے؟ فافہم!

اسلامی عقیدہ

غیر نبی! نبی سے افضل نہیں ہوسکتا

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کوئی شخص بھی اس امت میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل نہیں ہوسکتا، چنانچہ کنز العمال میں ہے:

"ابوبکرؓ خیر الناس بعدی الا ان یکون نبی۔" (کنز العمال ج:۱۱ ص:۵۰۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوبکرؓ میرے بعد (اس امت میں) سب سے بہتر ہیں، مگر وہ جو نبی (حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) موجود ہیں۔''

دیکھئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے علاوہ باقی سب انسانوں سے افضل و بہتر قرار دیا، مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر تشریف فرما ہیں اور قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے تو ان سے افضل قرار نہیں دیا، آگے آپ مرزا قادیانی کا دجل ملاحظہ فرمائیں۔

مرزائی عقیدہ

مرزا قادیانی نبی سے افضل ہے

مرزا قادیانی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل بتاتا ہے اور فضیلت کلی کا دعویٰ کرتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے
(دافع البلاء، ص:۲۰، خزائن، ج:۱۸، ص:۲۴۰)

انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
(نزول المسیح ص:۹۹، خزائن، ج:۱۸، ص:۴۷۸)

ترجمہ: ''انبیاء اگرچہ بہت آئے ہیں، مگر میں بھی معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔''

اسلامی عقیدہ

انبیاءؑ کی توقیر فرض ہے

اسلام اور مسلمانوں کے عقیدہ میں انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و توقیر فرض اور ان کی توہین و تحقیر کفر ہے۔ آیت قرآنی:

''لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ۔'' (الفتح:۹)

ترجمہ: ''اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور وقار کرو!''

''ذٰلک جزاء ھم جھنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ھزوا۔'' (الکہف:۱۰۶)

ترجمہ: ''جنہوں نے کفر کیا، میری آیات اور میرے رسولوں کا استہزاء کیا ان کی سزا جہنم ہے۔''

''قال عمرؓ: من سبّ اللہ تعالیٰ او سبّ احد امن الانبیاء فاقتلوہ۔'' (کنز العمال، ج:۱۲، ص:۳۲۰، الصارم المسلول، ص:۱۴۴)

ترجمہ: ''حضرت عمرؓ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کردو۔''

کتب عقائد میں بھی اس طرح کا مضمون بیان کیا گیا ہے، ایک حوالہ ملاحظہ ہو:

قاضی عیاضؒ کی ''الشفاء'' میں ہے:

''من کذب باحد من الانبیاء او تنقص احدا منھم او بریٔ منھم فھو مرتد۔'' (شفاء، ج:۲، ص:۲۶۴)

ترجمہ: ''جس شخص نے کسی نبی کی تکذیب کی یا تنقیص، یا کسی نبی سے برأت کا اعلان کیا تو وہ مرتد ہے۔''

مرزائی عقیدہ

عیسیٰ ابن مریمؑ کی تحقیر

مرزا قادیانی ملعون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین اور بے ادبی کی ہے اور اپنی کتابوں میں بکثرت تحقیر آمیز جملے استعمال کئے ہیں، چند حوالے ملاحظہ ہوں:

۱:... ''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔''

اور آگے لکھتا ہے:

''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص:۵، خزائن، ج:۱۱، ص:۲۸۹)

۲:... ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص:۶، خزائن، ج:۱۱، ص:۲۹۰)

نوٹ: غور فرمائیں! مرزا قادیانی کے نزدیک تو حق یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا جبکہ قرآن پاک فرماتا ہے:

''وآتینا عیسیٰ ابن مریم البینات۔'' (البقرہ:۸۷)

ترجمہ: ''ہم نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بہت سے واضح معجزات دیئے۔''

۳:... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص:۷، خزائن، ج:۱۱، ص:۲۹۱)

دیکھئے! کس طرح مرزا قادیانی ملعون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تحقیر کی ہے اور یہودی کی طرح حضرت مریم علیہا السلام کو زانیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز تعلقات کی پیدائش کہتا ہے۔

قارئین کرام! کیا اب بھی مرزا قادیانی کے دجل و کفر کے متعلق کچھ شبہ ہے؟

قادیانیوں سے سوال

مرزا قادیانی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور مذکورہ بالا حوالہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ آپ نے ملاحظہ تو کیا، یہی نظریہ تم مرزا قادیانی کے متعلق قائم کرسکتے ہو؟؟ ☆☆☆

سانحہ گوجرہ کے تناظر میں

کلیسیا پاکستان کے نام کھلا خط

مولانا عبدالرؤف فاروقی

محترم ذمہ داران کلیسیا پاکستان

آداب وتسلیمات!

سانحہ گوجرہ پر میں نے آئی جی پنجاب جناب سلیم ڈوگر صاحب کی بلائی ہوئی میٹنگ میں چیف سیکریٹری پنجاب، دیگر افسران اور اراکین امن کمیٹی کی موجودگی میں آپ سے براہ راست اور آپ کی وساطت سے پوری مسیحی برادری سے تعزیت کی تھی اور گوجرہ میں ہونے والے نقصان پر پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے اظہارِ افسوس کیا تھا، یہ ہمارا اخلاقی فرض تھا، اس تاریخی حقیقت کے باوجود کہ کوسووو، افغانستان، عراق، کشمیر، مشرقی تیمور اور دیگر علاقوں میں عیسائی عوام اور سامراج کی طرف سے مسلمانوں کے قتل عام پر کلیسیا نے کبھی رسمی طور پر بھی اظہارِ افسوس کی روایت قائم نہیں کی... بہرحال ہم نے اپنی روایت کے مطابق اپنا اخلاقی فرض ادا کیا، اس بحث اور تفصیل میں جائے بغیر کہ اس سانحہ کے ابتدائی اسباب کیا تھے؟ اور اس کی اصل ذمہ داری کن لوگوں پر عائد ہوتی ہے، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والی اکثریتی مسلم آبادی کی طرف سے اس سانحہ پر مسیحی اقلیتی برادری سے ہمدردی کا اظہار ہماری اخلاقی روایات کا حصہ ہے۔ بلاشبہ سانحہ گوجرہ میں ضائع ہونے والی انسانی جانوں کو لوٹایا نہیں جاسکتا، تاہم وفاقی وصوبائی حکومتوں، پنجاب پولیس و دیگر انتظامی اداروں، بیوروکریٹ افسران اور مذہبی و سیاسی تنظیموں نے حتی الامکان بلکہ ضرورت سے کہیں بڑھ چڑھ کر مسیحی برادری کے نقصانات کی تلافی کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کا برملا اعتراف کرنا آپ کی بھی اخلاقی ذمہ داری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مسیحی برادری میں مذہبی اعتبار سے آپ کے بلند منصب کے طور پر یہ ذمہ داری بھی آپ پر عائد ہوتی ہے کہ اس طرح کے واقعات کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے کی سنجیدہ کوشش کریں، میں اس سلسلہ میں حقائق پر مبنی مسائل کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

سانحہ گوجرہ پر کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے دانستہ گریز کرتے ہوئے کہ ہائیکورٹ کے تحقیقاتی ٹریبونل کی رپورٹ آنے تک اس پر تبصرہ کرنا میں عدالت کی توہین سمجھتا ہوں۔

شانتی نگر خانیوال، سانگلہ ہل اور دوسرے جن مقامات پر اس طرح کے بڑے واقعات پیش آئے ان میں مبینہ طور پر مسیحی برادری کے افراد کی طرف سے قرآن مجید یا پھر پیغمبر اسلام کی توہین کی گئی اور بات بڑھ کر ایک انسانی المیے تک پہنچ گئی، کیا یہ توہین بجائے خود ایک سانحہ اور المیہ نہیں ہے؟

میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی کہ قرآن اور مسلمانوں کی مقدس شخصیات آپ کے نزدیک اعتقادی طور پر قابل احترام نہیں ہیں، آپ اگر کسی مشترکہ مجلس میں ان سے متعلق اچھے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو وہ یا تو منافقت ہوتی ہے یا پھر اکثریت کا خوف یا پھر اخلاقی رواداری، ورنہ آپ کا عقیدہ، آپ کا ایمان اور مسیحی علم کلام ان کے بارے میں اچھے جذبات نہیں رکھتا بلکہ ان کو جھوٹ، کذب وافتراء اور کذاب و مفتری سمجھتا ہے، لیکن کیا ضروری ہے کہ مسلمانوں کی دل آزاری اور ان کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کے لئے اپنے اس عقیدے کا اظہار کھلے عام کیا جائے تاکہ خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو، کیا یہ ان جاہل نادان مسیحی عوام کا عمل ہے یا اس کی پشت پر پاکستانی کلیسیا یا مسیحی سیاست کاروں کا گہرا منصوبہ ہے؟

میرا دل یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ کلیسیا اور مسیحی سیاست کاروں کے درمیان منصوبہ بندی پوری طرح باہمی مشاورت سے طے ہوتی ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو کچھ سیاست کار کررہے ہیں، کلیسیا اس سے بے خبر ہے یا کوئی اختلاف رکھتا ہے۔

کیا ایسا تو نہیں کہ مذہبی اور سیاسی مسیحی راہنماؤں کی مشاورت اور منصوبہ بندی سے جان بوجھ کر ایسے حالات پیدا کئے جاتے ہیں تاکہ ایک طرف عالمی برادری میں پاکستان... اقلیتوں کے حقوق سے متعلق بدنام ہو دوسری طرف کچی مسیحی آبادیوں کو آگ لگائی جائے اور پھر حکومت وہ گھر پختہ بنا کر دے اور تیسری طرف مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو اور اس طرح مطالبات کے ذریعہ مسیحیوں کو کسی ایک جگہ حفاظت کے نام پر منتقل کرایا جائے تاکہ پاکستان کے اندر ایک مسیحی ریاست کا راستہ ہموار ہو جو مسیحی راہنماؤں کی دیرینہ خواہش ہے یا پھر عام انتخابات میں مسلم

نمائندوں کو مسیحی ووٹوں کے نام پر بلیک میل کیا جاسکے اور اس طرح ایسے مطالبات منوائے جائیں، جن کی اجازت عام حالات میں نہیں دی جاسکتی، نیز عام انتخابات میں مسیحی نمائندوں کی کامیابی کے لئے راہ ہموار کی جاسکے۔

محترم! یہ معاملہ تو مسیحی بکی آبادیوں کے ان افراد کا ہے جو نہ اپنے مذہب کے بارے میں کچھ جانتے ہیں اور نہ اسلام کے بارے میں، اور مسیحی مذہبی راہنما انہیں مسلسل اندھیرے میں ہی رکھنا چاہتے ہیں، لیکن اس کے علاوہ مسیحی اداروں کی ویب سائٹس نے انٹرنیٹ پر جو اودھم مچا رکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس سے بے خبر ہیں۔ اسلام، قرآن، پیغمبر اسلام، اسلام کے تصور جہاد، اسلام کی مقدس شخصیات اور مسلمانوں کے مقدس مراکز کے بارے میں جو زبان استعمال کی گئی ہے، اسے کسی طرح بھی شائستہ اور منصفانہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

کیا آپ ان سلسلوں کو اخلاق، قانون، اعلیٰ روایات اور دوسرے مذاہب کے حقوق کی بنا پر بند نہیں کراسکتے؟ تاکہ خون ریز فسادات، بلوہ اور آبادیوں کو آگ لگانے جیسے ناخوشگوار واقعات کا سدباب ہوسکے؟ اگر آپ اس کے لئے سنجیدہ اور فوری کوشش نہ کریں گے تو پھر اگر کوئی مسلمان ادارہ یا تنظیم علاج بالمثل کے طور پر اسی طرح کی زبان اور اسی طرح کا قلم آپ کے مقدسین کے بارے میں استعمال کرے تو آپ کوئی واویلا تو نہیں کریں گے، ہمارے علم میں ہے کہ بعض پادری حضرات کہتے ہیں کہ مسلمان جب علم اور دلیل سے اپنے رسول کا دفاع نہیں کرسکتے تو قانون اور حکومت کے سامنے فریاد کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پادری یہ تاثر دیتے ہیں کہ رسولوں کی توہین پر سزائے موت کا قانون مسلمانوں کی علمی شکست کی علامت ہے... چنانچہ آپ بھی کہیں قانون اور حکومت کے سامنے واویلا تو نہیں کریں گے کہ مسیحی مقدسین کی توہین کی جارہی ہے۔

محترم! میں آپ کو یہ احساس دلانا چاہوں گا کہ اگر ادھر سے یہ سلسلہ شروع کیا گیا تو مسیحی علم کلام اور مسیحی مذہب کی ساری عمارت ایک دم سے زمین بوس ہوجائے گی۔

بائبل جیسی کیسی ہے آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی! لیکن آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس کی توہین کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا... نہ کبھی اس کے اوراق کو شادی کی تقریبات میں کرنسی نوٹوں کے ساتھ اچھالا گیا، نہ انہیں ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کیا گیا اور نہ انہیں پھاڑ کر پاؤں تلے روندا گیا، حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اس میں رسولوں کی توہین کے مضامین موجود ہیں۔ اللہ کے نبیوں کو زانی، شرابی، بددیانت، دھوکے باز، بے حیا اور بت پرست عورتوں کے عشق میں مبتلا ہوکر بت پرست بن جانے والا ثابت کیا گیا ہے۔ پھر یہودیت اور مسیحیت میں شراب نوشی، زناکاری، ناچ گانے، دھوکا دہی، جھوٹ وفریب اور اس طرح کے جنسی اور اخلاقی جرائم کی بنیاد بائبل نے فراہم کی ہے، لیکن کیا کبھی کسی مسلم مذہبی راہنما نے بائبل کی توہین کرنے یا اس کے اوراق کو ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کرنے کے لئے اپنے عوام کی ذہن سازی کی۔

رسولوں کی توہین پر سزائے موت کے قانون ۲۹۵-سی کو ختم کرانے کے لئے آپ کے مطالبات کے پیچھے کہیں یہ خوف تو پوشیدہ نہیں کہ اگر کسی مسلمان کی توجہ ہوگئی اور اس نے بائبل کی ان عبارتوں کی بنیاد پر کوئی ریفرنس عدالت عظمیٰ میں پیش کردیا کہ بائبل میں رسولوں کی توہین کے مضامین موجود ہیں، اس سے جہاں توہین رسالت کے ناپاک جذبے کو تحریک ملتی ہے وہاں اخلاقی وجنسی جرائم کے لئے بھی حوصلے بلند ہوتے ہیں اس پر پابندی لگائی جائے اور پاکستان میں اس کی اشاعت، تبلیغ خرید و فروخت اور تقسیم کو جرم قرار دیا جائے تو مسیحی اس کا علمی و قانونی کیا جواب دے سکیں گے؟

اسی طرح محترم! میں اور آپ جانتے ہیں کہ سیدہ مریم، حضرت مسیح کے بارے میں مسلم، مسیحی عقائد میں اختلاف کا بعد المشرقین ہونے کے باوجود ہمارے اور آپ کے یہاں ان کا احترام موجود ہے، بلاشبہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی توہین مسیحی عقائد کا حصہ ہے لیکن جناب پولوس اور اس کے جانشین تو ہمارے یہاں قابل احترام نہیں ہیں، پھر بھی کسی مسلمان نے نہ کبھی انہیں گالی دی، نہ ان کا کارٹون بنایا، نہ ان کے توہین آمیز خاکے شائع کئے، اگر کبھی کوئی مسلمان کارٹونسٹ اور مصور جناب پولوس پر اس طرح کا کام کرے یا کوئی پاکستانی مسلمان کسی ویب سائٹ پر سیدہ مریم کے متعلق وہ سب کچھ جاری کردے جو یہودیوں نے ان بیس صدیوں میں ان کے بارے میں کہا اور اس جسارت کا نام علم وتحقیق رکھ دے، تو آپ کے اور مسیحی برادری کے جذبات کیا ہوں؟

محترم! مسیحیت کی طرف سے اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن مجید پر ہونے والے دس پندرہ اعتراضات اور رکیک حملوں کا جواب چودہ صدیوں میں بارہا دیا گیا ہے اور علمی میدان میں ہمیشہ عیسائیت نے اسلام سے شکست کھائی ہے، لیکن اب بھی جوابات سے آنکھیں بند کرکے اعتراضات کو پھیلانے کا سلسلہ جاری ہے اور اسے کلیسیا کی مکمل پشت پناہی اور سرپرستی حاصل ہے۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ یہ سب کچھ پادری اور کلیسیا سے متعلق افراد کررہے ہیں، میری استدعا ہے کہ خدارا! اس سلسلے کو بند کردیجئے، اگر یہ راستہ کھلا رہا تو کہیں اس

کے اردگرد کے ایسے مزید راستے نہ کھل جائیں جو سب کے لئے ناخوشگوار ہوں۔

محترم! رہا معاملہ ناخوشگوار حادثات کے بعد قانون ناموس رسالت کو ختم کرنے کے مطالبے کا تو کبھی آپ نے سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کیا کہ یہ قانون جہاں رسولوں کی حرمت کی ضمانت دیتا ہے، وہاں اقلیتوں کی جان، مال کی حفاظت کا ضامن بھی ہے، اسے اقلیتوں کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار اور ان کے آزادئ اظہار رائے پر قدغن، قرار دینا کس حد تک قرین انصاف ہے؟

ہوسکتا ہے کہ مسیحی علم کلام میں رسولوں کی حرمت کا کوئی تصور نہ ہو، انہیں گالیاں دینا اور ان کی توہین کرنا عام سی بات ہو اور یہ بھی مسیحی عوام کے بنیادی حقوق میں شامل ہو، لیکن مسلمانوں کے یہاں یہ ایک ناقابل معافی جرم ہے، مسیحی اقلیت کا مسلمانوں سے توہین رسالت کا ''حق'' طلب کرنا کیا رنگ لائے گا؟ قادیانی اقلیت اور ملحد و بے دین لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مسیح علیہ السلام تک تمام انبیاء کا تقدس پامال کرکے رکھ دیں گے اور جب مسلمان دیکھیں گے کہ قانون ایسے بدترین مجرموں کے لئے بھی کوئی سزا تجویز نہیں کرتا تو وہ اپنے ہاتھوں سے اس مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے اور یوں کشت وخون کا بازار گرم ہوجائے گا، کیا یہ بھیانک سلسلہ عیسائی اقلیت کے لئے کوئی بہتر سلسلہ ہوگا؟

اس کی تازہ ترین مثال سانحہ سمبڑیال ہے، سانحہ یہ تھا کہ ایک عیسائی نوجوان نے ایک مسلمان لڑکی کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنانے کے لئے اسے ورغلانے کی کوشش کی اور لڑکی کی طرف سے انکار بلکہ مزاحمت پر اس مسیحی نے لڑکی کے ہاتھ سے قرآن مجید کا پارہ چھین کر گندے نالے میں پھینک دیا، مسلمان مشتعل ہوئے تو ساری حکومتی مشینری حرکت میں آگئی، مسیحی نوجوان گرفتار ہوا اور پھر سیالکوٹ جیل میں قتل ہوگیا، یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر مقدس کتابوں اور رسولوں کی توہین کرنے والے کسی بدبخت کے لئے قانون میں کوئی سزا موجود نہ ہوئی تو مسلمان قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر خود سزا کا فیصلہ کریں گے، اس طرح کے حالات سے ممکن ہے کہ آپ کے منصوبوں کی تکمیل کا راستہ کشادہ ہوجائے، لیکن کلیسیا کا اس طرح انسانی لاشوں پر سیاسی عزائم کی تکمیل کا عمل انسانیت کے لئے انتہائی خطرناک اور نقصان دہ ہوگا، تاہم میری تشویش یہ ہے کہ... کیا وجہ ہے کہ قرآن مجید یا پیغمبر اسلام کی توہین کے کسی واقعہ کی کلیسیا نے کبھی مذمت نہیں کی اور نہ ہی کبھی یہ اعلان کیا کہ اگر کوئی عیسائی ایسا کرے گا تو یہ اس کا ذاتی فعل ہوگا اور کلیسیا یا کلیسیا سے متعلق سیاسی و مذہبی ادارے اس کی کوئی حمایت اور امداد نہیں کریں گے، اسے اپنے اس ذاتی فعل پر نتائج کا سامنا ذاتی طور پر کرنا ہوگا... نیز کسی افسوسناک واقعہ کے بعد کلیسیا نے یہ مطالبہ تو کیا کہ گرجا جلائے جانے کے واقعہ کی تحقیق کی جائے اور ملزموں کو سزا دی جائے لیکن کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ قرآن مجید یا پیغمبر اسلام کی توہین کے واقعہ کی تحقیق کی جائے اور ارتکاب کرنے والوں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

محترم! کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کے یہاں اس بھیانک سلسلہ کے لئے منصوبہ بندی کی گئی ہو کہ توہین رسالت پر سزائے موت کا قانون ختم ہوجائے اور عیسائی و قادیانی عوام رسولوں کی توہین کا سلسلہ شروع کردیں، جب قانون موجود نہ ہوگا تو مسلمان از خود انتقام پر اتر آئیں گے اور یہ کلیسیائے پاکستان کے لئے سنہری موقع ہوگا کہ اقوام عالم، سلامتی کونسل اور عالمی عیسائی برادری کو مداخلت کے لئے فریاد کرکے آپ پاکستان کے اندر عیسائی اقلیت کے لئے مراعات اور تحفظ کے نام پر وہ سب کچھ حاصل کرسکیں جو آپ کی چھپی ہوئی دیرینہ خواہش بھی ہے اور اسلام کے نام پر بننے والی اس مملکت کا نظریاتی تشخص مجروح کرنا، آپ کا اعتقادی و نظریاتی مطمع نظر بھی۔

محترم! مذکورہ بالا تمام گزارشات اور اپنے خیالات کے برملا اظہار سے میرا مقصد یہ ہے کہ جہاں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مسلم اکثریت سے آپ بجا طور پر یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اقلیتوں کے حقوق اور ان کی جان و مال، عزت و آبرو کا تحفظ کرے، وہاں مسلم اکثریت بھی عیسائی اقلیت سے یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہے کہ اس کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے، اقلیتیں اپنے قانونی متعین دائرے کو توڑ کر اکثریت کے لئے دل آزاری کا باعث نہ بنیں اور بطور خاص اکثریت کے عقائد و نظریات اور مقدسات کے بارے میں شائستہ لب ولہجہ اختیار کیا جائے اور کوئی ایسا کھیل نہ کھیلا جائے جو اکثریت کو قانونی دائرے توڑنے پر مجبور کرتا ہو۔

اگر آپ اپنے مذہبی اور اخلاقی منصب اور اس منصب کے تقاضوں کی طرف میری ان گزارشات کی روشنی میں توجہ فرمائیں گے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پورا یقین ہے کہ آئندہ شانتی نگر، سانگلہ ہل اور گوجرہ جیسے روح فرسا اور افسوس ناک سانحے بھی پیش نہیں آئیں گے۔

آیئے اس ملک اور اس قوم کے امن و سلامتی کے لئے صحیح سمت میں فیصلے کرنے کی روایت قائم کریں۔

اللہ تعالیٰ رواداری، ہمدردی، انصاف، ایثار اور اخلاق حسنہ کے ساتھ ایک پرامن مستقبل کی تعمیر کے لئے پورے اخلاص کے ساتھ کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماہنامہ ''مکالمہ بین المذاہب'' لاہور)

صفر المظفر اور توہم پرستی

مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی

انسانی زندگی خوشی وغمی، کامیابی وناکامی سے مرکب ہے، ہر انسان پر خوشگوار وناخوشگوار حال کا دورانیہ سرگرداں رہتا ہے، اچھے اور بُرے حالات کی وجہ سے اس کی کیفیات بھی بدلتی رہتی ہیں، خوشگوار حالات میں خوش اور ناخوشگوار حالات میں پریشان ہوجاتا ہے، یہ کیفیات غیر اختیاری ہیں، جیسے حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ:

"ان الانسان خلق هلوعا واذا مسه الشر جزوعاً واذا مسه الخير منوعا"

ترجمہ: "بے شک انسان کو تھوڑ دل پیدا کیا گیا ہے اور جب اس کو تکلیف (نقصان) پہنچتی ہے تو جزع فزع کرتا ہے اور جب اس کو بھلائی (کامیابی) پہنچتی ہے تو بے توفیقا ہوجاتا ہے۔"

چنانچہ جب انسان کو کوئی خوشی یا غمی پہنچتی ہے تو اس کو کبھی اپنی طرف منسوب کرلیتا ہے اور کبھی دوسری چیزوں کی طرف منسوب کردیتا ہے کہ فلاں چیز کے ذریعے مجھ پر یہ حال آیا ہے۔ خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر اعتقاد جمالیتا ہے، حالانکہ خیر وشر کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ خیر وشر سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، پورا قرآن اس سے بھرا ہوا ہے کہ موت وحیات، عزت وذلت، خوشی اور غمی، بیماری اور صحت اللہ ہی کے حکم سے حاصل ہوتی ہے۔

ماہ صفر المظفر

بعض لوگ ماہ صفر کے متعلق یہ نظریہ اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس مہینہ میں مصیبتیں اور بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ مختلف قسم کے توہمات، وسوسوں اور غلط عقائد میں گھرے رہتے تھے۔ مختلف چیزوں، زمانہ، جانوروں اور جگہوں کو منحوس سمجھا کرتے تھے، عجیب عجیب قسم کے باطل اور جاہلانہ نظریے ایجاد کیے ہوئے تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام توہمات اور غلط نظریات کو بے اصل اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

توہمات

بعض لوگ ماہ صفر میں شادی بیاہ اور دیگر خوشی کی تقریبات کرنا بُرا خیال کرتے ہیں، کہا کرتے ہیں کہ صَفر کی شادی صِفر ہوگی، یعنی ناکام ہوگی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ صفر کے مہینہ کو منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں، چنانچہ ماہ صفر کے گزرنے کا انتظار کرتے ہیں۔ حالانکہ ماہ صفر میں حضرت صفیہؓ بنت حی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا، صفر ۲ ہجری میں حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا۔ صفر ۴ ہجری میں زینب بنت خزیمہؓ کا نکاح ہوا۔ صفر کی یکم تاریخ سے تیرہ تاریخ کے ایام کو خاص طور پر منحوس اور بُرا خیال کرتے ہیں۔

تیرہ تیزی

بعض لوگ خصوصاً خواتین میں یہ مہینہ تیرہ تیزی گردانا جاتا ہے، یہ نام رکھنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الموت اسی مہینہ سے شروع ہوا تھا اور ۔۔ مشہور روایات کے مطابق مسلسل تیرہ دن جاری رہا، جس کے بعد آپ کا وصال ہوگیا، اس سے جہلا نے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ ان تیرہ دنوں میں مرض کی شدت اور تیزی کی وجہ سے یہ مہینہ سب کے حق میں شدید بھاری اور تیز ہے، اگر یہی بات ہے تو یہ سراسر جہالت اور توہم پرستی ہے۔

ایک اور غلط روایت

میں ماہ صفر کے منحوس ہونے کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے ملا علی قاریؒ اپنی کتاب "الموضوعات الکبیر" میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے، یعنی من گھڑت ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرنا سراسر جہالت اور گمراہی ہے، وہ روایت یہ ہے کہ:

"من بشرني بخروج صفر بشرته بالجنة"

یعنی: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے صفر گزرنے کی خوشخبری دے، میں اس کو جنت کی بشارت سناتا ہوں۔"

یہ روایت من گھڑت ہے اور اگر بالفرض اس کو درست مانیں تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ربیع الاول میں ہونے والا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا بے حد شوق تھا جس کی وجہ سے آپ کو صفر کے ختم ہونے اور ربیع الاول کے شروع ہونے کا شدت سے انتظار تھا، اس سے تو ماہ صفر کا منحوس ہونا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔

احادیث کی روشنی میں چند بے اصل باتیں اوران کا بطلان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کی طرح اور دوسری بہت سی باطل اور بے اصل باتوں اور بدشگونیوں کی دوٹوک تردید کی ہے:

’’لا عدویٰ ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر۔‘‘ (البخاری)

ترجمہ: ’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیماری کا متعدی ہونا (ایک سے دوسرے کولگنا) بدشگونی، ہامہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔‘‘

صفر کا مطلب

ا:... صُفر صُفر سے ماخوذ ہے بمعنی زرد ہونا، جب اس مہینہ کا نام متعین کیا جانے لگا اتفاق سے پت جھڑ کا موسم تھا۔

۲:... صَفر صِفر سے ماخوذ ہے بمعنی خالی ہونا، زمانہ جاہلیت میں لوگ عموماً صفر میں جنگ کے لئے نکلا کرتے تھے، جس کی وجہ سے ان کے ہاتھ خالی ہوجاتے تھے۔

۳:... اہل عرب کا یہ گمان تھا کہ صفر ایک سانپ ہے جوانسان کے پیٹ میں ہوتا ہے، بھوک کی حالت میں انسان کوڈستا اور کاٹتا رہتا ہے۔

۴:... بعض کے نزدیک ایک کیڑے کا نام ہے، جو پسلیوں اور جگر میں پیدا ہوکر صفرا (یرقان) پیدا کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عدویٰ (متعدی بیماری) ہامہ (ایک بدشگونی ہے) نوءِ (ستاروں کے ذریعے بارش کا برسنا) اور صفر کوئی چیز نہیں ہے، یعنی ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

’’حضرت سعد بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہامہ (ایک بدشگونی کا نام) عدویٰ (بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگنا) طیرۃ (بدفالی جو پرندوں کے ذریعے لیتے تھے کہ دائیں طرف اڑ جائے تو بہتری اور اگر بائیں طرف اڑ جائے تو ناکامی) کوئی چیز نہیں ہے، اگر بدشگونی یا بدفالی ہوتی تو (تین چیزوں میں ہوتی) گھوڑے، عورت اور گھر میں۔‘‘ (ابوداؤد)

علماء نے لکھا ہے کہ ان تینوں میں بدشگونی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ انسان کا اکثر واسطہ ان سے پڑتا ہے، نفع ونقصان ان کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، دوسرا مطلب یہ ذکر فرمایا ہے کہ گھوڑے میں نحوست اس کی ہٹ دھرمی اور باغی ہونے کی وجہ سے ہے۔ عورت کی نحوست بدچال، بداخلاق اور بدکردار ہونے کی وجہ سے یا اس کے بانجھ ہونے کی وجہ سے ہے، اور گھر میں نحوست تب ہوگی جب گھر تنگ ہو، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھر تنگ ہونے کی وجہ سے انسان کا ظرف اور دل بھی تنگ ہوجاتا ہے۔ (عون المعبود)

بدعات ورسومات

(۱) ماہ صفر کو منحوس اور نامبارک خیال کرتے ہوئے شادی بیاہ اور دیگر خوشی کی تقریبات نہ کرنا اور یہ وہم کرنا کہ اگر اس ماہ میں شادی کی گئی تو اچھی اور مبارک ثابت نہ ہوگی، جو کہ جہالت اور گمراہی ہے۔

(۲) ماہ صفر کے ختم پر بعض لوگ خصوصاً کر مزدوروں کا کام نہ کرنا اور مالک سے خیر وبرکت کے لئے مٹھائی کا مطالبہ کرنا، اس دن چھٹی کرنے کو اجر و ثواب سمجھنا۔

(۳) مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کے ختم ہونے پر غسل صحت فرمایا تھا۔

چنانچہ شعر بھی اس سلسلہ میں پڑھتے ہیں:

آخری چہار شنبہ آیا ہے
غسل صحت نبی نے پایا ہے

(۴) بعض لوگ اس دن گھروں میں اگر مٹی کے برتن ہوں تو توڑ دیتے ہیں۔

(۵) ماہ صفر کی نحوست، مصیبتوں، بیماریوں اور پریشانیوں سے بچنے کے لئے چھلے اور تعویذات بنا کر پہنتے ہیں، سیاہ رنگ کے دھاگے پڑھوا کر گلے یا کلائی پر باندھ لیتے ہیں، یہ خالصتاً توہم پرستی اور عقیدہ کی کمزوری ہے۔

(۶) گھروں میں کثرت کے ساتھ سورۃ المزمل کا ختم یا کثرت کے ساتھ قرآن خوانی کروائی جاتی ہے، تاکہ بلائیں اور مصیبتیں گھروں میں داخل نہ ہوں۔

(۷) ماہ صفر کی نحوست اور مصیبت سے بچنے کے لئے عورتیں بچوں اور خاص طور پر نوجوانوں کو گھر سے باہر زیادہ دیر نکلنے سے منع کرتی ہیں، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ پیش آجائے، یہ خالصتاً جاہلانہ عقیدہ اور نظریہ ہے، اس لئے کہ جو مصیبت یا پریشانی تقدیر میں

انتقال پُر ملال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم کارکن اور ہمارے عزیز دوست جناب جمال احمد چٹھہ کے ماموں گزشتہ دنوں رفاہ عام سوسائٹی ملیر کراچی میں قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا اور سید انوار الحسن، ملک ریاض الحق اور دیگر کارکنان ختم نبوت نے بھائی جمال احمد سے ان کے ماموں کے انتقال پر تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔

لکھی جا چکی ہے وہ تو گھر تک بھی پہنچ کر رہے گی، بیماری یا مصیبت کے لئے کوئی جگہ یا وقت کا تعین نہیں ہے۔تو ہم پرست لوگ ماہ صفر کے بارے میں بدشگونی اور نحوست کا تذکرہ بڑی شدومد سے کرتے ہیں، پھر اس سے بچنے کی من گھڑت اور خود ساختہ تدبیریں اختیار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ فلاں وظیفہ یا فلاں عمل کا اہتمام رکھنا چاہئے، خود ساختہ مقدار اور تعداد کو بھی ذکر کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔

ماہ صفر کے بارے میں یہ جتنی بھی بدشگونی، بدفالی لی جاتی ہے، اسلام سے قبل عرب بھی دور جاہلیت میں لیا کرتے تھے۔ دراصل یہ ایمان کی کمزوری اور دین سے دوری کی علامت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک اور قادر مطلق مانا جائے تو ان تمام توہمات اور وساوس اور بُرے خیالات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے، انسان نے جب اپنے خالق و مالک پر بھروسہ چھوڑ دیا، اپنے خالق کا ڈر اور خوف دل سے نکال دیا تو سینکڑوں چیزوں کا ڈر اور خوف حق تعالیٰ نے انسان کے دل میں بٹھا دیا، جب توکل کو چھوڑ کر دوسری چیزوں پر تکیہ کرنا اور ان پر اعتماد و یقین کرنا شروع کردیا تو اللہ کی طرف سے بھی مصائب و آلام، بے برکتی اور نقصانات کی بہتات شروع ہوگئی، اگر اللہ پر توکل اور بھروسہ ہو تو انسان کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ’’**ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ**‘‘ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ ایمان اور عقیدہ کو درست رکھے اور عمل صالح پر کاربند رہے، مخلوق سے ڈرنے کی بجائے خالق سے ڈرے اور اسی پر اعتماد کرے تو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وما توفیقی الا باللہ۔ ☆☆

حلقہ نارتھ کراچی کے علماء کرام اور کارکنوں کا اجلاس اور مشاورت

کراچی (رپورٹ: محمد ایاز) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام حلقہ نارتھ کراچی کے علماء کرام اور کارکنوں کا ایک اجلاس جامع مسجد باب رحمت مدرسہ امام ابو یوسفؒ شادمان میں زیر صدارت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ منعقد ہوا۔ اجلاس میں علماء کرام اور کارکنوں کی کثیر تعداد نے پُرعزم اور حوصلہ افزا شرکت کی۔ اجلاس کی غرض و غایت مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کی، اس کے بعد عمومی مشاورت شروع ہوئی۔ حسب ذیل امور پر مشاورت ہوئی:

☆... ہر ماہ علماء کرام کے اجلاس کی ترتیب بنائی جائے۔

☆... حلقہ نارتھ کراچی میں علماء کرام کی سرپرستی میں ایک ذمہ دار کا انتخاب کیا جائے تاکہ علاقہ بھر میں کام کی نگرانی اور ترتیب قائم کی جاسکے۔

☆... تمام علماء کرام اس بات کا اہتمام کریں کہ ہفتہ وار، پندرہ روزہ یا ماہانہ درس کا دیا جائے اور مقامی سطح پر ختم نبوت کے کام کی ترتیب بنائیں۔

☆... سہ ماہی کانفرنس کا اہتمام کیا جائے۔

تمام علماء کرام اور کارکنوں نے اپنی قیمتی آراء پیش کیں اور بالترتیب ایک ایک پوائنٹ پر بات کی وہ امور جو مشورہ میں طے پائے ان کی تفصیل اس طرح ہے:

☆... ہر انگریزی مہینہ کا پہلا جمعہ بعد از نماز عشاء حلقہ نارتھ کراچی کے علماء کرام کا اجلاس ہوگا اور پورے سال کا شیڈول بنا کر ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

☆... فروری میں ہونے والے اجلاس میں حلقہ نارتھ کراچی کے ذمہ دار کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔

☆... علماء کرام نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اس اہم ترین کام کو کرنے کا بھرپور عزم کیا۔

☆... ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں حلقہ نارتھ کراچی میں سیرۃ النبی کے عنوان پر کانفرنس منعقد کی جائے گی، جس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور فاضل نوجوان مولانا محمد رضوان سرگودھا ہوں گے۔

اجلاس میں مولانا محمد احمد مدنی، مولانا فیض محمد نقشبندی، مولانا مفتی اکرام الرحمن، مولانا افضال الحق، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اشفاق، مولانا محمد منور، مولانا محمد انس، مولانا جاوید جعفرانی، مولانا محمد اعجاز، مولانا محمد عابد، مولانا مفتی ریاض احمد، مولانا ابوالبشر، مولانا مفتی محمد اشرف، مولانا محمد عدنان کلیانوی۔ نارتھ کراچی کے خدامِ ختم نبوت نے بھی بھرپور تعداد میں شرکت کی جن میں سیّد عرفان علی شاہ، سیّد محمد سلمان علی، شیراز مرزا، فراز مرزا، محمد ایاز، محمد فراز، محمد ذیشان، فیصل محمود، محمد راشد، احمد علی فرحان، فضل الرحمن۔

اجلاس کے اختتام پر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ نے مختصر بیان فرمایا اور نوجوانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مستعد ہونے کی تلقین کی۔

☆☆..........☆☆

روحانی بیماریوں کی فکر کیجئے

مولانا محمد سلیم دھرات

الحمد للہ وکفی وسلام علی سید الرسل وخاتم الانبیاء، اما بعد!

محترم دوستو، بزرگو اور میرے عزیز نوجوان ساتھیو! اس دنیا میں جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو وہ خود بھی اور اس کے دوست احباب اور متعلقین بھی ایک حد تک پریشان ہوجاتے ہیں۔ ٹی بی، کینسر، ہارٹ کی بیماری، دماغ کی بیماری، انہیں تو ایک طرف رہنے دیجئے، اس لئے کہ یہ بیماریاں تو ایسی ہیں کہ ان بیماریوں کی خبر سن کر غیر بھی پریشان ہوجاتا ہے، لیکن چھوٹی چھوٹی بیماریاں نزلہ، زکام، کھانسی وغیرہ ٹھیک نہ ہورہی ہو، چار پانچ دن گزر جانے پر انسان پریشان ہوجاتا ہے اور اس کے دوست احباب اس کے گھر کے افراد بیوی، بچے، شوہر، بھائی اور ماں سب اس کی فکر میں لگ جاتے ہیں اور گھر کا ماحول کچھ ایسا بن جاتا ہے کہ ہر شخص ڈاکٹر نظر آتا ہے، یہ فکر کا نتیجہ ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ کوئی ایسی دوا تجویز کی جائے جس دوا میں شفا ہو اور یہ ہمارا بیمار جلدی سے ٹھیک ہوجائے، کسی کو درد سر کی شکایت ہے، کسی کو گیس کی شکایت ہے، وہ بیماریاں جو معمولی سمجھی جاتی ہیں، ان میں بھی آدمی پریشان ہوجاتا ہے اور صرف وہی نہیں بلکہ اس کے تمام متعلقین پریشان ہوجاتے ہیں، جب درد سر، کھانسی اور فلو کا یہ حال ہے تو اگر کسی کو کینسر ہوجائے، ٹی بی ہوجائے، ٹائیفائیڈ ہوجائے یا سینے پر بائیں طرف درد شروع ہوجائے تو کتنی پریشان کن بات ہوگی اور پھر یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوجائے اور کسی بھی بیماری کے نتیجے میں وہ موت کے منہ میں چلا جائے تو پریشانی کا کیا عالم ہوگا؟ حالانکہ یہ ساری بیماریاں جسمانی بیماریاں ہیں اور زیادہ سے زیادہ نقصان اگر ان بیماریوں سے ہوگا وہ یہی ہوگا کہ وہ شخص دنیا سے رخصت ہوجائے گا اور جہاں تک ایک مومن کا تعلق ہے وہ تو موت پر یقین رکھتا ہے۔

ایک دن مرنا ہے، آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے، آخر موت ہے

"الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔"

ترجمہ: "موت تو ایک پل ہے، دوست کو دوست سے ملاتی ہے۔"

حضرت شاہ یعقوب صاحب مجددی بھوپالیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوگیا تو حکیم نے کہا کہ حضرت گھبرانے کی بات نہیں ہے، یہ بیماری ایسی شدید نہیں ہے کہ اس سے موت واقع ہوجائے تو حضرتؒ نے فرمایا: بھائی! موت بھی کوئی گھبرانے کی چیز ہے، گھبرانے کی چیز تو اللہ کی نافرمانی ہے، گھبرانے کی چیز تو فواحشات ہیں، معاصی ہیں، موت بھی کوئی گھبرانے کی چیز ہے؟ موت کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے۔ اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تحفۃ المومن الموت"

ترجمہ: "مومن کا تحفہ موت ہے۔"

اس لئے کہ اس کے اور اللہ کی ملاقات اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان موت ہی نے تو پردہ کیا ہوا ہے۔ تو عرض یہ کررہا تھا میرے بھائیو کہ جہاں تک جسمانی بیماریوں کا تعلق ہے، ان سے زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا؟ دنیا سے چلا جائے گا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جب کوئی شخص دنیا سے کسی بیماری میں جاتا ہے تو شہید کی موت مرتا ہے۔" اور اگر درد سر، داڑھ میں درد، آنکھوں میں درد، کانوں میں درد، پیٹ میں درد ہو یا بخار، کوئی بھی تکلیف ہو اور اس پر یہ اللہ کا بندہ صبر کرتا ہے تو اللہ جل جلالہ عم نوالہ ہر ہر سیکنڈ پر اسے اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں، درجات بلند فرماتے ہیں اور اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہاں تک کہ جب کوئی مومن بندہ راستے میں چلتا ہے تو اس کے پاؤں میں کوئی کانٹا لگ جاتا ہے، بہت ہی معمولی تکلیف ہے، کانٹے کی وجہ سے کچھ اس نے تکلیف محسوس کی، اس کے بدلہ میں بھی اللہ جل جلالہ عم نوالہ ایک گناہ معاف فرماتے ہیں، ایک نیکی عطا فرماتے ہیں اور ایک درجہ بلند فرماتے ہیں۔ تو بھائی یہ بیماری کیسی ہے، جسمانی بیماری؟ یہ بیماری ایسی ہے کہ جس کے آنے پر اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی طرف سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ علاج کرانا سنت ہے، اسباب اختیار کرنا چاہئے، علاج معالجہ کی شرعی حدود میں رہ کر اللہ جل جلالہ ہی کو موثر حقیقی یقین کرتے ہوئے کرانا چاہئے، لیکن یہ کہ اگر بیماری رہی، تکلیف رہی علاج سے بھی فائدہ نہیں ہوا تو اجر ہی اجر ہے، ثواب ہی ثواب ہے، فائدہ ہی فائدہ ہے، گناہوں کا کفارہ ہے، اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من یرد اللہ بہ خیراً عجل

له العقوبة في الدنيا۔"

ترجمہ: "جس بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ آخرت میں بھلائی کا معاملہ کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لئے سزا کو دنیا ہی میں بھیج دیتے ہیں۔"

اب یہ بندہ جو بخار کی گرمی میں بستر پر پڑا ہوا ہے تو قیامت کے دن جب جہنم کی گرمی سے اس بخار کی گرمی کی برکت سے بچ جائے گا تو خوش ہوگا کہ نہیں؟ رحمت ہیں یہ بیماریاں، جس طرح عافیت ایک نعمت ہے، اسی طرح بیماری بھی ایک نعمت ہے، جس طرح مال دار ہونا ایک نعمت ہے، اسی طرح فقر میں مبتلا ہونا بھی ایک نعمت ہے، یہ دونوں نعمتیں ہیں۔

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ بیماریاں بھی نعمت ہیں، صحت بھی نعمت ہے، نعمتیں دونوں ہیں یہ الگ بات ہے کہ ایک کا نعمت ہونا ہمیں سمجھ میں نہ آئے، لیکن آخرت میں سمجھ آجائے گا کہ واقعی یہ بھی نعمت تھی، اللہ جل جلالہ عم نوالہ دوراستوں میں سے کسی ایک راستے سے بندے کو جنت میں داخل فرماتے ہیں یا تو نعمتیں دیتے ہیں اور نعمتیں دے کر شکر کی توفیق دیتے ہیں اور یہ بندہ شکر کے راستے سے جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نعمتیں کو چھینتے ہیں اور صبر کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور صبر کے راستے سے یہ بندہ جنت میں چلا جاتا ہے، مصیبتیں بھی جنت میں لے جانے والی ہیں تو حضرت یہ فرمارہے تھے کہ صحت بھی نعمت ہے، بیماری بھی نعمت ہے۔ ایک شخص وہاں پہنچا اور اس نے اپنی کسی بیماری کا ذکر کیا اور اس نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائیں۔ حضرت حکیم الامتؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ سوچ میں پڑ گئے کہ اب اگر حضرتؒ دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ شفا عطا فرما تو اس کا مطلب یہ ہے کہ: اے اللہ! تو اپنی نعمت کو دور کردے تو یہ تو ازالۂ نعمت کی دعا ہے اور اگر دعا نہیں کرتے تو ایک مسلمان کی دل جوئی نہیں ہورہی ہے، ایک مسلمان کا تعاون نہیں ہو رہا ہے، ایک مسلمان کی ضرورت پوری نہیں ہورہی ہے، بس دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور حضرت نے یہ دعا فرمائی کہ: "اے اللہ! صحت بھی تیری نعمت ہے اور بیماری بھی تیری نعمت ہے، لیکن بیماری تیری ایسی نعمت ہے کہ جس کو برداشت کرنے کی ہم کمزوروں میں طاقت نہیں ہے اور صحت تیری ایسی نعمت ہے جس کو برداشت کرنے کی ہم کمزوروں کو طاقت ہے، اے اللہ! آپ صحت والی نعمت دے کر بیماری والی نعمت کو لے لیجئے۔"

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ انسان جب بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو ہر سیکنڈ پر اللہ جل جلالہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اجر وثواب عطا فرماتے ہیں، درجات بلند فرماتے ہیں اور پھر اس وقت وہ اس قدر اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں مقرب ہوجاتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بیمار سے دعا کراؤ کہ بیمار کی دعا مقبول ہوتی ہے، جب اس کی دعا دوسروں کے حق میں مقبول ہے تو اللہ کی بارگاہ میں اس بیمار کا اس وقت کیا مقام ہوگا؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل جلالہ اپنے بندوں کو بلا کر یہ ارشاد فرمائیں گے کہ میں بیمار تھا، تم میری عیادت کے لئے نہیں آئے؟ میں بیمار تھا، میری خبر پرسی کے لئے نہیں آئے تو بندے کہیں گے کہ اے اللہ! آپ اور بیماری، آپ تو رب العالمین ہیں، آپ کیسے بیمار ہوسکتے ہیں؟ اللہ جل جلالہ یہ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تم اس کی عیادت کے لئے جاتے تو تم مجھے وہاں پاتے۔ اللہ جل جلالہ بیمار شخص کے قریب ہوتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو اپنے گھر سے نکلنے سے لے کر اس مقصد میں جب تک وہ مشغول رہتا ہے اور پھر واپس اپنے گھر لوٹتا ہے اس وقت تک وہ جنت کے باغات میں سیر کرتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے، اگر دن کو جاتا ہے تو رات تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر رات کو جاتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ یہ ساری فضیلتیں بیمار کی خبر گیری کرنے کے لئے ہیں تو ذرا سوچئے کہ خود بیمار کا اللہ جل جلالہ کے ہاں کیا مقام ہوگا؟ تو میرے بھائیو! عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ جو جسمانی بیماریاں ہیں ان بیماریوں میں مبتلا ہونے والا اللہ کی رحمت کا مستحق بنتا ہے اور اس کی برکت سے معلوم نہیں کتنے لوگوں پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور کتنے لوگ اس کی وجہ سے جنت میں جانے کے مستحق ہوجاتے ہیں اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہوگیا تو شہید ہوکے دنیا سے جائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "صاحب الحمی شهيد"... بخار میں مرنے والا شہید ہے... جو بخار میں مرتا ہے وہ شہید ہے، تو یہ جسمانی بیماری کا حال ہے کہ جسمانی بیماری سے گناہ معاف ہوتے ہیں، درجے بلند ہوتے ہیں، اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے، نیکیاں ملتی ہیں اور اس کا علاج سنت ہے اور اسی حالت میں اگر مرتا ہے تو انشاء اللہ شہید ہوکر جائے گا۔

دوسری بیماری روحانی بیماری ہے۔ جسم بیمار

نہیں، روح بیمار ہے، اس کا ظاہر نہیں باطن بیمار ہے، حسد کا ہونا، بغض کا ہونا، خواہشات میں مبتلا ہونا، شراب کی عادت کا ہونا، نماز سے غفلت کا ہونا، نامحرم عورتوں کو جھانکنا، بخل و کنجوسی، نفرت، نعمتوں پر شکر نہ کرنا، تکبر، عجب اور خود پسندی، توکل کا نہ ہونا یہ سب روح کی بیماریاں ہیں۔ ان میں سے ایک ایک بیماری اتنی خطرناک ہے کہ وہ ایک ہی بیماری جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ الا مـــن رحم ربی۔ مگر یہ کہ اللہ ہی فضل کا معاملہ فرمائے۔

روحانی بیماری کا علاج فرض ہی نہیں بلکہ فرض عین ہے، ایک ایک بیماری کا علاج کر کے اپنی اصلاح کرنا اور اپنے آپ کو ٹھیک کرنا تاکہ اللہ جل جلالہ کے احکام کے مطابق ہماری زندگی ہو جائے، اس کی سعی کرنا یہ سب پر فرض ہے، اصلاح نفس یعنی ان بیماریوں سے اپنے آپ کو پاک کرنا یہ فرض ہے، ادھر علاج سنت، ادھر علاج فرض، ادھر بیماری زیادہ سے زیادہ خطرناک ہے تو جان لیوا ثابت ہوگی، دنیا سے چلا جائے گا اور ایک دن دنیا سے جانا ہی ہے، ادھر ایک ایک بیماری اس قدر خطرناک ہے کہ جہنم میں جانے کا ذریعہ بنے گی، ادھر اگر جسمانی بیماری میں مبتلا ہے تو وہ بیماری چاہے چھوٹی ہو یا بڑی، اجر و ثواب ملنے کا ذریعہ بنتی ہے، گناہوں کے معاف ہونے کا ذریعہ اور درجات کی بلندی کا ذریعہ، ادھر اگر روحانی بیماری میں مبتلا ہے تو روحانی بیماری اس قدر خطرناک ہوتی ہے کہ ایک بیماری کئی نیکیوں کے ختم ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔ سنئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک، فرماتے ہیں کہ: ''ایـــاک والـحسـد ''تو حسد سے بچ کر رہنا، اب حسد کس کو کہتے ہیں؟ حسد اس کو کہتے ہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی اچھی حالت دیکھ کر دل میں جلن کا پیدا ہونا اور اس خیال کا آنا کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے اور ختم ہو جائے تو اچھا ہے۔ حسد کی وجہ سے دل میں جلن ہو رہی ہے کہ یہ اتنا مالدار کیوں ہے، یہ اتنا بڑا عالم کیوں ہے، یہ اتنا اچھا قرآن کیوں پڑھتا ہے، یہ سیاست کے اس منصب پر کوئی فائز ہے، یہ قوم کا سردار کیوں ہے، یہ سردار نہ رہے، یہ قاری نہ رہے، یہ عالم نہ رہے، یہ عزت والا نہ رہے، یہ مال دار نہ رہے، یہ صحت مند نہ رہے، یہ خوبصورت نہ رہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو جو نعمت دی ہے، یہ حاسد اس نعمت کے ازالے کو دل ہی دل میں چاہ رہا ہے کہ کب یہ نعمت ختم ہو جائے؟ یہ حسد کی بیماری ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایاک والحسد ''... اپنے آپ کو حسد سے بچانا... حسد سے بچ کر رہنا، حسد میں کبھی مبتلا نہ ہونا، بھائی آخر کیوں؟ اس لئے کہ حسد کے اخروی نقصانات بھی ہیں، دنیوی نقصانات بھی اور چونکہ ایک مسلمان کی آخرت دنیا سے زیادہ اہم ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اخروی نقصان ہی کو بیان فرمایا کہ جب یہ اخروی نقصان سمجھ جائے گا تو خود بخود اس بیماری سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کرے گا، جو بڑا نقصان وہ ہے، وہ اگر سمجھ میں آجائے تو چھوٹے نقصان کے بیان کی ضرورت نہیں، اخروی نقصان اور دنیوی نقصان، یہ دو نقصانات ہیں حسد کے، اور اللہ کی ہر نافرمانی کے دو نقصان ہوتے ہیں، ایک کا اثر دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے کا اثر آخرت میں ظاہر ہوتا ہے، ہر نافرمانی میں چاہے وہ اثر ہمیں نظر آئے یا نہ آئے اس اثر کو ہم سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں۔

(جاری ہے)

سہ روزہ شعور ختم نبوت کورس خان پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خان پور کے زیر اہتمام جامعہ قاسم العلوم والخیرات دین پور شریف ضلع رحیم یار خان میں ۱۳ تا ۱۵ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ کو پیر طریقت حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین دین پور شریف کی زیر سرپرستی سہ روزہ شعور ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا، جس کی نگرانی حضرت مولانا خلیل الرحمٰن درخواستی جامعہ مخزن العلوم خانپور نے فرمائی۔ کورس کا دورانیہ صبح ۸ بجے تا ۱۲ بجے تک اور دوپہر ۲ بجے سے ۴ بجے تک تینوں دن رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد، تحریکِ ختم نبوت کی سرگزشت دورِ نبوی سے لے کر عصر حاضر تک اور علمائے دیوبند کا کردار، مرزا قادیانی اور فتنہ قادیانیت کا تعارف اور سرگرمیاں پر تین روز تک مختلف نشستوں میں سیر حاصل گفتگو کی اور حاضرین علماء اور شہری طلبا نے بھرپور استفادہ کیا۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا غلام رسول دین پوری اور مفتی رفیق احمد قاسمی نے بھی ایک ایک گھنٹہ کے دروس ارشاد فرمائے۔ اس سہ روزہ شعور ختم نبوت کورس میں ۱۸ حضرات نے شرکت کی، جن میں اکثریت علما کرام کی تھی، عوام، علماء اور طلبا نے ایمانی غیرت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے نہایت دلجمعی، شوق اور لگن سے ان دروس کو سنا اور لکھتے بھی رہے۔ اختتامی تقریب آخری روز بعد نماز ظہر منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا خلیل الرحمٰن درخواستی مدظلہ نے شرکت کی۔ اختتامی کلمات اور دعا حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری مدظلہ رئیس دارالافتاء جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی نے کروائی اور کورس کے شرکاء میں لٹریچر اور کتب تقسیم کیں، جو نوجوان علماء کرام اس ایمانی کورس کے لئے اپنی مسلسل محنتوں اور کوششوں سے مصروف عمل رہے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی، خصوصاً مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی جامعہ مخزن العلوم خانپور، مولانا جمیل اقبال دین پوری، سعید الرحمٰن درخواستی اور دیگر شرکاء نے بھرپور محنت کی۔ خانپور کے گردونواح میں قادیانیت کا فتنہ دوبارہ سر اٹھا رہا ہے، اس کے سدباب کے لئے نوجوانوں کی ابتدائی کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور استقلال نصیب فرمائیں۔

حکیم محمود احمد ظفر

گزشتہ سے پیوستہ

قاضی شریح بن حارثؒ کے عادلانہ فیصلے

تاریخ اسلام میں اسی قسم کے فیصلے قاضی شریحؒ نے بھی کئے جن میں عدل گستری کی مثالیں آنے والے قاضیوں کے لئے مشعل راہ اور نمونہ ہیں۔ چنانچہ ان کے ایک صاحبزادے اور چند دوسرے اشخاص کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا ہوگیا، جھگڑا کسی حق کا تھا، لڑکے نے ان واقعات کو بیان کرکے پوچھا کہ اگر میرا حق نکلتا ہے اور مقدمہ میں کامیابی کی امید ہو تو میں دعویٰ کردوں ورنہ خاموش رہوں۔ قاضی شریحؒ نے تمام واقعات سن کر اور مقدمہ کی نوعیت پر غور وفکر کرکے لڑکے کو دعویٰ کا مشورہ دیا، لیکن جب مقدمہ قاضی شریحؒ کے پاس پیش ہوا تو انہوں نے لڑکے کے خلاف فیصلہ دیا، جب وہ فیصلہ سنانے کے بعد گھر تشریف لائے تو لڑکے نے کہا: ”اگر میں نے آپ سے اس بارہ میں پہلے مشورہ نہ کرلیا ہوتا تو مجھ کو آپ سے کوئی شکایت نہ ہوتی، لیکن مشورہ دینے کے بعد آپ نے میرے خلاف فیصلہ دے کر مجھے انتہائی ذلیل کیا۔“

قاضی شریحؒ نے جواب دیا: ”جان پدر! تو مجھے دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات مجھے تجھ سے بھی زیادہ عزیز ہے، جب تو نے مجھ سے مشورہ کیا تو مقدمہ دیکھنے کے بعد مجھے ان لوگوں کا حق نظر آیا، اگر میں اس وقت تجھ سے اس کو ظاہر کردیتا تو ان سے صلح کرلیتا اور ان لوگوں کا حق ضائع ہوجاتا۔“ (طبقات ابن سعد، ج:۶، ص:۹۴)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ابن سعد ہی نے نقل کیا ہے کہ آپ کے خاندان کے ایک شخص نے ایک دوسرے شخص پر کچھ ناروا ظلم ڈھائے، قاضی شریحؒ نے اس کو ایک ستون سے بندھوا دیا، جب وہ فیصلہ کرکے اٹھے تو اس شخص نے کچھ کہنا چاہا، قاضی شریحؒ نے کہا: ”مجھ سے کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ میں نے تم کو قید نہیں بلکہ حق وانصاف نے قید کیا ہے۔“ (طبقات ابن سعد، ج:۶، ص:۹۳)

اسی طرح ایک اور فیصلہ قاضی شریحؒ کا ہے جو انہوں نے صدر مملکت کے خلاف کیا، سیّدنا علی بن ابی طالبؓ کا دور خلافت تھا، ان کی ایک زرہ گم ہوگئی، انہوں نے وہ زرہ ایک یہودی کے ہاتھ میں دیکھی، وہ اسے کوفہ کے بازار میں فروخت کررہا تھا، سیّدنا علیؓ نے زرہ دیکھ کر فرمایا: یہ زرہ میری ہے، نہ میں نے کسی کو یہ دی ہے اور نہ ہی کسی کے ہاتھ فروخت کی ہے۔ یہودی نے کہا: یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ سیّدنا علیؓ نے قاضی شریحؒ کی عدالت میں یہودی کے خلاف نالش کردی، چنانچہ دونوں قاضی شریحؒ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ سیّدنا علیؓ نے گواہ پیش کئے، ایک اپنے بیٹے سیّدنا حسنؓ کو دوسرے اپنے آزاد کردہ غلام قنبر کو، قاضی صاحب نے کہا: ”امیر المومنین! بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قبول نہیں ہے۔“

سیّدنا علیؓ! نے حیرت واستعجاب کے ساتھ فرمایا: ”سبحان اللہ! جنتی شخص کی شہادت بھی قبول نہیں کی جائے گی، میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔“

قاضی شریحؒ نے کہا: ”جنتی ہونا اور بات ہے لیکن بیٹا ہونے کے ناطے اس کی شہادت باپ کے حق میں میرے نزدیک قابل قبول نہیں۔“

سیّدنا علیؓ نے قاضی صاحبؒ کے فیصلے کو تسلیم کیا، یہودی نے اسلامی عدالت کے حیرت انگیز عدل وانصاف کے اس نمونہ کو دیکھ کر کہا: ”امیر المومنین! مجھے آپ اپنے قاضی کے پاس خود لائے اور قاضی نے امیر المومنین کے خلاف فیصلہ دیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دین، دین برحق ہے اور اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، امیر المومنین! زرہ آپ ہی کی ہے جو رات کے وقت گر گئی تھی۔“

(اخبار القضاۃ، ج:۲، ص:۲۰۰)

قاضی شریحؒ نہایت معاملہ فہم تھے اور وہ فریق کے ظاہری حالات اور ان کی جذباتی کیفیت سے متاثر نہیں ہوتے تھے، چنانچہ ان کے اجلاس میں ایک خاتون مقدمہ لے کر آئی اور آتے ہی رونا شروع کردیا۔ امام شعبیؒ وہاں اس وقت موجود تھے، اس عورت کا رونا دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئے اور فرمانے لگے: ”اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عورت نہایت مظلوم ہے۔“ قاضی شریحؒ نے فرمایا: ”شعبی! یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی اپنے والد سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے ہی آئے تھے“ اور

قاضی صاحب کی یہ بات بالکل درست تھی، کیونکہ وہ عورت غلط ثابت ہوئی۔

دورانِ مقدمہ قاضی صاحب دونوں فریقوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ قاضی شریحؒ کی مجلس قضا میں اشعث بن قیس تشریف لائے۔ قاضی صاحب نے ان کا بہت اعزاز واکرام کیا اور اپنے پاس بٹھایا، اچانک عدالت میں ایک شخص کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اشعث بن قیس کے خلاف ایک مقدمہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ قاضی شریحؒ نے اشعث بن قیس سے کہا: ''جاکر مدعی فریق کے ساتھ بیٹھو'' اشعث نے کہا: یہاں بیٹھنے میں کیا حرج ہے؟ آپ فیصلہ فرمائیں، فرمایا: ''قم قبل ان تقام'' یعنی اس سے قبل کہ آپ کو اٹھایا جائے آپ خود اٹھ جائیں۔

(اخبارالقضاۃ، ج:۲،ص:۲۱۶)

قاضی شریحؒ مدعی کو ثبوت اور ملزم یا مدعا علیہ کو صفائی کا موقع ضرور فراہم کرتے تھے، اور عدالت کا یہ فرض منصبی بھی ہے۔ چنانچہ قاضی شریحؒ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مقدمہ فیصل کردینے کے بعد بھی فریقین کو اگر وہ کچھ کہنا چاہتے تو اسے کہنے کا پورا پورا موقع دیتے۔ احنف کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں قاضی شریح کی عدالت میں گیا، انہوں نے ایک شخص کے خلاف فیصلہ دیا۔ اس نے کہا: آپ جلدی نہ کریں، میں اس بارہ میں مزید کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کو بھی سماعت فرمالیں۔ قاضی شریحؒ نے اسے موقع دیا۔ جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو کہا: میں کیا چھوڑ دوں؟ تم نے بہت فضول باتیں کیں، تم نے جو کچھ کہا اس پر ثبوت پیش کرو۔ (طبقات ابن سعد، ج:۶،ص:۹۶)

قاضی شریحؒ کے بعض فیصلے نہایت اہم اور معرکۃ الآرا ہیں جو آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، اس زمانہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شوہر کے وارثان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بیوی نے شوہر کو حق مہر معاف کردیا تھا، بعض مرتبہ شادی کے ابتدائی ایام میں نئی نویلی دلہن کو بہلا پھسلا کر حق مہر معاف کرالیا جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر میں شوہر کی لاش پڑی ہوئی ہے اور عورت سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ تو مرگیا اب تم اس کا حق مہر اس کو معاف کردو، وہ حالات کی نزاکت کے تحت ہاں کردیتی ہے، اسلام میں اس طرح کی معافی کا اعتبار نہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ نے بھی اس مسئلہ کو اپنے کئی مواعظ میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے، اسی طرح کے حالات کے پیش نظر ایک مرتبہ سیّدنا فاروق اعظمؓ نے قاضی شریحؒ کو ہدایت دی تھی:

''کسی عورت کے ہبہ کو تسلیم نہ کرو، جب تک کہ اسے ایک اولاد نہ ہوجائے یا شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے ایک سال نہ گزر جائے۔''

چنانچہ اسی سلسلہ میں قاضی شریح کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا، جس میں شوہر نے اپنی بیوی کو ہبہ کیا تھا اور بیوی نے شوہر کو کوئی چیز ہبہ کی تھی۔ قاضی شریحؒ نے فرمایا: اگر عورت رجوع کرے تو میں اس ہبہ کو توڑ دوں گا اور اگر شوہر اپنی شے واپس لینا چاہے تو اس کی اجازت نہیں دوں گا، اس لئے کہ اکثر عورتیں دھوکا میں ڈال دی جاتی ہیں۔ قاضی شریح عدالت کو شوہر کی موت کے بعد بھی اپنی دی ہوئی شے واپس لینے کا اختیار دیتے تھے۔

(اخبارالقضاۃ، ج:۲،ص:۲۳۰)

ابوجعفر کہتے ہیں کہ قاضی شریحؒ کے پاس میاں بیوی حاضر ہوئے، میاں نے دعویٰ کیا کہ میری بیوی نے مجھے حق مہر معاف کردیا ہے، اس نے اپنے اس دعویٰ پر گواہ بھی پیش کئے، لیکن قاضی شریح نے اس کے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا کہ جب تک روپے اس کے سامنے نہ رکھ دو، میں زبانی معافی کو تسلیم نہیں کرتا۔

(اخبارالقضاۃ، ج:۲،ص:۲۵۳)

آج بھی ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی سے کہتا ہے کہ مجھے حق مہر معاف کردو، وہ بیچاری اس خیال سے کہ اگر معاف نہ کیا تو شوہر ناراض ہوجائے گا، حق مہر معاف کردیتی ہے، یہ معافی شریعت میں معتبر نہیں، ہاں میاں حق مہر کی رقم اس کے ہاتھ میں دے دے اور پھر وہ یہ کہہ کر رقم میاں کو واپس لوٹادے کہ میں نے تمہیں حق مہر معاف کردیا، تب یہ معاف ہوتا ہے، میاں رقم تو بیوی کے ہاتھ میں دیتا نہیں صرف زبانی اس سے کہتا ہے کہ معاف کردو وہ معاف کردیتی ہے یہ کوئی معاف کرانا نہیں ہے، اسی طرح لوگ بہنوں کو آج کل حصہ نہیں دیتے اور ان کو بھی یہ امید ہوتی ہے کہ بھائی دیں گے کچھ نہیں اور بہن کہہ دیتی ہے کہ بھائی میں نے تمہیں اپنا حصہ وراثت بخشا تو یہ بخشش بھی شریعت قبول نہیں کرتی۔

اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہو اور مالک مکان کا رکھوالی کا کتا اس کو کاٹ لے تو قاضی شریح صاحب خانہ پر کوئی ضمان عائد نہیں کرتے تھے۔ (اخبارالقضاۃ، ج:۲،ص:۲۴۸)

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ قاضی شریحؒ کو جب ثبوت کے گواہ مشکوک نظر آتے لیکن ان کی ظاہری صداقت پر کوئی گرفت نہ ہوسکتی تو وہ پہلے گواہوں سے کہتے کہ میں نے تم کو طلب نہیں کیا ہے، اگر تم واپس جانا چاہو تو میں تم کو نہیں روکوں گا۔ تمہاری شہادت پر اس مقدمہ کا فیصلہ ہوگا تمہاری شہادت سے میرا دامن محفوظ ہوجاتا ہے، لیکن تم بھی اپنے کو بچاؤ، اگر گواہ اس سمجھانے پر بھی باز نہ آتا تو چونکہ قاضی کسی گواہ کو شہادت سے نہیں روک سکتا، اس لئے شریح مجبوراً اس کی شہادت پر فیصلہ کردیتے لیکن دوسرے فریق سے کہہ دیتے کہ مجھ کو یقین ہے کہ تم اس معاملہ میں ظالم

ہو، لیکن چونکہ میں اپنے گمان اور خیال سے فیصلہ نہیں کرسکتا، بلکہ شہادتوں اور ثبوت سے فیصلہ کرتا ہوں، اس لئے مجبور ہوں، لیکن یہ بات اپنی جگہ پر ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہے میرا فیصلہ اسے حلال نہیں کرسکتا۔ (طبقات ابن سعد، ج:۶، ص:۹۸)

قاضی شریحؒ سے قبل اسلامی عدالت کی طرف سے خفیہ تحقیقات کا طریقہ رائج نہ تھا، اس کو سب سے پہلے قاضی شریحؒ نے ایجاد کیا، چونکہ یہ ایک نئی بات تھی اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا، آپ نے لوگوں کے اعتراض کے جواب میں فرمایا: ''جب لوگوں نے نئی نئی باتیں جاری کیں تو میں نے بھی نئی بات جاری کردی۔'' مطلب یہ تھا کہ جب نئے نئے جرائم جنم لینے لگے تو میں نے بھی نئے اصول اختیار کرلئے۔ (محاضرۃ الاوائل، ص:۹۸)

یہ تو چند ایک فیصلے ہیں جو کتابوں سے ہم نے نقل کئے ہیں ورنہ ساٹھ سال کی مدت میں قاضی شریحؒ نے بے شمار فیصلے کئے اور وہ فیصلے تھے جن کو صرف اس زمانے میں نہیں بلکہ بعد والے زمانوں میں مقبولیت تامہ حاصل ہوئی اور وہ سند اور نمونے کے طور پر پیش کئے جاتے رہے، ان کے فیصلوں سے عوام مطمئن تھے اور کسی کو کوئی شکایت نہ تھی، چنانچہ جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ شریح ہمارے یہاں بصرہ میں قریباً ایک سال تک قاضی رہے، اس قلیل مدت میں انہوں نے ایسی بے مثل قضاءت کی کہ نہ اس سے قبل اور نہ ہی اس کے بعد اس کی کوئی نظیر ملتی ہے۔
(طبقات ابن سعد، ج:۶، ص:۹۵)

قاضی شریحؒ شاعر بھی تھے اور شاعری میں اتنا کمال تھا کہ بعض مواقع پر وہ نظم میں فیصلہ دیتے تھے۔ چنانچہ ابن سعد نے طبقات میں ایک ساس اور بہو کا فیصلہ نقل کیا ہے، ساس نے دعویٰ نظم میں کیا، بہو نے بھی جواب نظم میں دیا، اس کا فیصلہ قاضی صاحب نے بھی شعروں میں دیا۔ (طبقات ابن سعد، ج:۶، ص:۹۵)

قاضی شریحؒ میں ظرافت اور خوش طبعی بہت تھی، چنانچہ لکھا ہے کہ ''کان رجلاً مزاحاً'' چنانچہ بعد مرتبہ اس ظرافت کی وجہ سے دلچسپ لطائف پیدا ہوتے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک بدو نے ان سے پوچھا: آپ کا تعلق کس خاندان سے ہے؟ انہوں نے ظریفانہ انداز میں کہا: میں ان لوگوں میں سے ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے اسلام سے انعام فرمایا ہے، ان کا یہ جواب سن کر وہ بدو آپ کے پاس سے چلا گیا اور لوگوں سے جاکر کہنے لگا کہ تمہارا قاضی اپنا خاندان بھی نہیں جانتا۔ (طبقات ابن سعد، ج:۶، ص:۹۰، ۹۱)

اسی طرح ایک مرتبہ ان کی عدالت میں ایک شخص نے ایک گواہ کو جس کا نام ربیعہ تھا آواز دی، اس نے کوئی جواب نہ دیا، اس کی خاموشی پر پکارنے والے نے جھلا کر اسے کافر کہہ کر پکارا، اس پکار پر وہ بول اٹھا، قاضی شریحؒ نے یہ بات سنی تو اس پر ظریفانہ الزام لگایا کہ تم نے کفر کا اقرار کیا ہے، اس لئے اب تمہاری شہادت قبول نہیں کی جاسکتی۔
(طبقات ابن سعد، ج:۶، ص:۹۵)

قاضی شریحؒ اگرچہ قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی میں نہایت ماہر تھے لیکن اس کے ساتھ طبعی طور پر نہایت ذہین اور طباع بھی تھے، یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے علماء اور فقہاء علم وفقہ میں مکمل آشنائی رکھنے کے باوجود ان کے فیصلے سننے کے لئے ان کی عدالت میں آیا کرتے تھے، چنانچہ ایک مکحول جیسے عالم چھ ماہ تک قاضی شریحؒ کی عدالت میں صرف ان کے فیصلے سننے کے لئے آتے تھے۔ (طبقات، ج:۶، ص:۹۵)

سیّدنا عمرؓ نے جہاں قاضی شریحؒ کو کوفے کا قاضی مقرر فرمایا، وہاں انہیں ایک ہدایت نامہ بھی جاری فرمایا، جس کو وکیع نے نقل کیا ہے، آپؓ نے فرمایا:

''جب بھی تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ کی روشنی میں کرو، اگر کتاب اللہ میں وہ فیصلہ نہ ہو تو پھر سنت رسول کی طرف رجوع کرو اور اگر سنت کی بھی کوئی نص اس مسئلہ میں نہ ہو تو پھر اجماع کی طرف رجوع کرو، اور اگر اقوال سلف میں بھی اس بارہ میں کوئی نظیر نہ ہو تو چاہے اجتہاد سے فیصلہ کردیا پھر اس کا فیصلہ موخر کردو اور موخر کرنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔'' (اخبار القضاۃ، ج:۲، ص:۱۹۰)

اور یہ روایت میں ہے کہ:

''اور اگر چاہو تو مجھ سے مشورہ کرلو اور مجھ سے مشورہ کرلینا ہی تمہارے لئے زیادہ محفوظ راستہ ہے۔''
(اخبار القضاۃ، ج:۲، ص:۱۸۰)

''چنانچہ قاضی شریحؒ سیّدنا عمرؓ کے عہد خلافت میں خاص خاص مقدمات میں سیّدنا عمرؓ سے ہدایات لیتے رہتے اور سیّدنا عمرؓ ان کی راہنمائی فرماتے۔''
(اخبار القضاۃ، ج:۳، ص:۱۹۱، ۱۹۴)

یہ تھے مختصر حالات زندگی قاضی شریحؒ کے جنہوں نے قریباً ساٹھ سال عہدۂ قضا کو زینت بخشی، لیکن آخر میں جب عمر قریباً سو سال ہوگئی تو ضعف پیری کی وجہ سے قضا سے استعفیٰ دے دیا، استعفیٰ کے کچھ دنوں بعد بیمار پڑے تو چند روز بیمار رہ کر اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو انتقال فرماگئے۔ آپ کا سن وفات ۷۶ھ سے لے کر ۷۹ھ تک رہے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ میری قبر بغلی کھودی جائے اور جنازہ کی کسی کو اطلاع نہ دی جائے، میری میت پر نوحہ وشیون نہ کیا جائے اور جنازہ کو آہستہ آہستہ لے جایا جائے۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃ ☆......☆......☆

نماز میں دل کیوں نہیں لگتا؟

عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ

ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ نماز میں دل نہیں لگتا' اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ یہ بات انہوں نے بڑی حسرت و تاسف کے ساتھ کہی اور یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے' میں نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں' بالکل قدرتی بات ہے' ایسا ہی ہونا چاہئے' اس لئے کہ دل تو کہیں اور لگا ہوا ہے' وہاں سے فرصت پائے تو ادھر آئے' دل تو خرافات اور تفریحات میں لگا ہوا ہے' اور کہتے ہو کہ نماز میں دل نہیں لگتا' دل بدعات میں، منکرات میں' مکروہات میں اور خواہشات میں لگا ہوا ہے اور کہتے ہو کہ نماز میں دل نہیں لگتا' اچھا تم ہی بتاؤ کہ دل آخر کہاں کہاں جائے؟ تم جدھر چاہو گے ادھر ہی رہ جائے گا۔

بھائی سچ پوچھو تو نقشہ ہماری زندگی کا یہ ہو گیا ہے کہ:

تیرا دل تو ہے صنم آشنا
تجھے کیا ملے گا نماز میں

اب دیکھئے نا کہ نماز کی کون پروا کرتا ہے؟ ہر روز پانچ وقت مسجد کی میناروں سے حی علی الصلوٰۃ کی ندا بلند ہوتی ہے' لیکن مسلمانوں کا دل کھیل تماشوں میں' سیر و تفریح میں لگا رہتا ہے' وہ دنیا کمانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کی دنیا دراصل دین میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ دنیا کی دلکشی اور رعنائی نے مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے' جب دل سارا انہی باتوں میں لگا رہتا ہے تو پھر نماز میں کیسے لگے گا؟ یہی وجہ ہے کہ نمازیں پھیکی اور بے مزہ ہوتی ہیں' پھر بھی یہ گلہ ہے کہ نماز میں دل نہیں لگتا؟ یہ عجیب بات ہے ہمارے معاشرے کا یہ نقشہ بڑا عجیب اور بڑا بھیانک ہے اور بڑا مایوس کن ہے۔ آپ دیکھئے شادی بیاہ میں روپیہ پیسہ بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے' خوبصورت شامیانے لگائے جاتے ہیں اور روشنیوں کا ایک سیلاب امڈ آتا ہے' جہیز کے سامان کا ایک انبار دکھایا جاتا ہے' لذت کام و دہن کے لئے بڑا شاندار انتظام کیا جاتا ہے' لڑکی کے باپ کو کسی بات کا ہوش ہی نہیں رہتا' وہ اپنے مہمانوں کی پذیرائی اور تواضع میں غرق رہتا ہے' اس میں اس کا دل بہت لگتا ہے' میں پوچھتا ہوں کہ یہ دل آکر نماز میں کیوں نہیں لگتا؟

اور سنو' موت زندگی کا بڑا عبرت ناک واقعہ ہے جو انسان ابھی زندہ تھا' چلتا پھرتا تھا، وہ اب بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے' روح پرواز کر گئی ہے' جسم مٹی کا ڈھیر بن گیا ہے' ورثا اسے قبر میں دفن کرتے ہیں' قبر پر چادر چڑھاتے ہیں' تیجہ کرتے ہیں اور چالیسواں کرتے ہیں' اور بڑے اہتمام سے زر کثیر خرچ کرکے یہ تقریبات انجام دیتے ہیں اور قبر پر اگربتی جلائی جاتی ہے' ان تمام کاموں میں بڑا دل لگتا ہے' لیکن ایک نماز ہی بیچاری ایسی ہے کہ جس کے بارے میں لوگوں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ اس میں دل نہیں لگتا' بھائی دل لگاؤ تو لگے' یہ تو تمہارے اختیار کی بات ہے' یہ کیا بات ہے کہ ہر جگہ تو دل خوب لگتا ہے لیکن یہیں (یعنی نماز) نہیں لگتا۔ یہ بات بھی عجیب ہے کہ لوگ یہودیوں اور نصرانیوں کی وضع قطع اختیار کرتے ہیں' ان کی تہذیب، ان کی زبان' ان کی معاشرت اختیار کرتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں' ایک تو یہ عمل قومی خودداری کے خلاف ہے بلکہ یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ اپنی معاشرت' اپنی تہذیب چھوڑ کر ان کی تہذیب و معاشرت اختیار کی جائے' جو اسلام کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں' دوسرے یہ کہ کافر اور مسلم کا کیا جوڑ ہے' یہود و نصاریٰ پر تو خدا نے لعنت بھیجی ہے' ایک کو ''مغضوب'' اور دوسرے کو ''ضالین'' قرار دیا ہے' پھر یہ عجیب بات ہے کہ خدا کے دشمنوں سے تعلق پیدا کرنا اور ان کی وضع قطع اختیار کرنا مسلمان گوارا کر لیتا ہے' بلکہ اسے اپنا شرف سمجھتا ہے' سوچو کہ کیا یہ بات خدا کے غضب کو بھڑکانے والی نہیں ہے؟ پھر کیا ایسی باتوں سے دل لگانے والے کا دل نماز میں لگ سکتا ہے؟

اب مسلمان عورتوں کو دیکھ لو' آج کل فیشن پرستی میں خوب ڈوبی ہوئی ہیں' جسے دراصل مغرب پرستی کہنا چاہئے' وہ مغربی تہذیب کی اتنی دلدادہ ہیں کہ انہیں اسلامی شعائر کی ذرا بھی پرواہ نہیں رہی۔ سورۃ احزاب میں صاف صاف خدا کا حکم موجود ہے: ''وقرن فی بیوتکن'' مسلمان عورتیں اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں' زمانہ جاہلیت کی طرح اپنے سنگار نہ دکھاتی پھریں' لیکن بھائیو! صورتحال یہ ہے کہ بازاروں اور گزرگاہوں میں اس حال میں پھرتی رہتی ہیں کہ ان کا سینہ' ان کا سر' ان کی پیٹھ' ان کا پیٹ اور ان کی کہنیاں بالکل ننگی رہتی ہیں۔ یہ کس بات کی علامت ہے؟ کیا یہ خدا سے جنگ نہیں؟

پھر ہمارے گھروں میں اسلامی زندگی کا کوئی نمونہ موجود ہے؟ حقوق العباد کی طرف سے توجہ بالکل ہٹالی گئی ہے' ماں باپ کی فرمانبرداری اب باقی نہیں رہی' صلہ رحمی کا جذبہ بالکل مٹ گیا ہے' احکام الٰہی سے یکسر سرتابی ہے' اخلاق و عادات بالکل غیر اسلامی ہیں' خاندانوں اور عام گھرانوں میں رنجشوں' تلخیوں' عداوتوں' رقابتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم رہتا ہے' غیبت سب سے بڑی لعنت ہے' مگر یہ عیب ہر گھر میں نظر آتا ہے۔ حسد' کینہ' بغض اور بدگوئی کی اسلام نے بڑی مذمت کی ہے اور رذائل اخلاق سے بچنے کا حکم دیا ہے' لیکن یہ عادتیں ہماری عادت ثانیہ بن گئی ہیں۔

آج کل خودستائی کے نت نئے طریقے ایجاد کیے گئے ہیں جو سراسر اسلام سے انحراف کی علامت ہیں' ان تمام کاموں میں تو لوگوں کا بڑا دل لگتا ہے جب ان سب سے فرصت ہی نہیں ملتی تو نماز میں کیا دل لگے گا؟

بھائیو! ذرا غور کرو کہ یہ پریشانیاں' یہ بلائیں' یہ مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟ وہ گھرانے جو کبھی شادی خانے تھے اب غم کدے کیوں بن گئے ہیں؟ شادی میں جو روپیہ پیسہ خرچ کیا تھا جو زینت و آرائش کی تھی جو شاندار دعوتیں کی تھیں' اس شادی کا انجام کیا ہوا؟ اکثر گھروں میں بڑا حسرتناک اور المناک نقشہ دکھائی دے گا' چار مہینے کے بعد ہی میاں بیوی میں کھٹ پٹ شروع ہوجاتی ہے' تلخیاں بڑھتی ہیں' نفرت پیدا ہوتی ہے اور زندگی عذاب بن جاتی ہے پورا کنبہ پریشان رہتا ہے اور نتیجے میں طلاق ہوجاتی ہے' سوچو ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے ہوا کہ یہ کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں کیا گیا تھا اس میں نام و نمود تھا' اس میں اپنی کبریائی کا اظہار تھا' اس میں اسراف تھا اور اس میں سراسر اسلام سے انحراف تھا' اللہ کی نافرمانی تھی اور نفس کی خوشنودی۔ اس لئے انجام بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

بھائیو! آج ہمارے معاشرے کی صورت یہ ہوگئی ہے کہ کوئی گھر ذہنی اذیت اور کلفت اور رنج و غم سے خالی نہیں' ہر جگہ بے اطمینانی ہے' پریشانی ہے' ہراسانی ہے' ہر گھر میں غم واندوہ کا دھواں اٹھ رہا ہے' ہر دل میں آگ سلگ رہی ہے' باپ بیٹے میں' ماں بیٹی میں' ساس بہو میں' میاں بیوی میں' بھائی بھائی میں جنگ جاری ہے' بڑی کربناک صورت ہے' بڑی اذیت بخش فضا ہے' اس کا واحد سبب وہ غلط کاری ہے جو ابتدا میں اختیار کی گئی تھی' غلط کام کا انجام غلط ہوتا ہے۔

مرد آخربیں مبارک بندہ ایست

اب ذرا زندگی کا یہ پہلو بھی دیکھو! ہمارے معاشرے میں سود' رشوت' بددیانتی' حرامکاری بڑی شدومد سے جاری ہے' لوگ پیسے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں حلال حرام سے لاپرواہ' جائز و ناجائز سے بے نیازی' ان کے نزدیک گویا کوئی آسمانی قانون ہی نہیں ہے' انہیں اس کا یقین ہی نہیں کہ خدا دیکھ رہا ہے اور وہ حاضر و ناظر ہے' علیم و خبیر ہے' اب دیکھو کہ ان تمام کاموں میں دل بہت لگتا ہے' لگاؤ لیکن یہ نہ بھولو کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے اور وہ ہو کر رہے گا اسے کوئی نہیں روک سکتا' اسی طرح زندگی کے تمام شعبوں کو بھی قیاس کرلو' یہ اشارات بہت واضح ہیں اور یہ ہمارے معاشرے کے عکاسی ہیں۔

بھائی! اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں کا علاج کیا ہے؟ علاج بھی بتائے دیتا ہوں' تم مسلمان ہو' تمہارا خدا ہے جو تم پر بے حد مہربان ہے' تم اس سے مایوس نہ ہو اس کی رحمت اور بخشش کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے' تم اس کی بارگاہ میں جاؤ مگر اس طرح کہ تمہارے دل میں خدا کا خوف وخشیت ہو، آنکھوں میں ندامت کے آنسو ہوں، تم اپنی پیشانی اس کی چوکھٹ پر رکھ دو اور یہ التجا کر کے یہ دعا کرو:

"اے اللہ! میں گناہگار ہوں اور امیدوار رحمت کردگار ہوں' خطا کار ہوں لیکن تیری رحمت کا امیدوار ہوں' میں نے ظلم کیا ہے' میں نے تیری نافرمانی کی ہے میں صراط مستقیم سے بھٹک گیا تھا' میں اب نادم و شرمسار ہوں اور امیدوار رحمت کردگار ہوں۔ اے اللہ! تو مجھے معاف کردے بخش دے اور اپنے کرم کے دامن میں مجھے سمیٹ لے اور مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق دیجئے تو انشاء اللہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی' تم بامراد ہوگے۔"

☆☆..........☆☆

دانشمندی کی بات

انسان کی دانشمندی اور ہوشیاری کی بات ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کو ہمیشہ سامنے رکھے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

(۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (۲) صحت کو بیماری سے پہلے،
(۳) خوشحالی کو ناداری وافلاس سے پہلے، (۴) فراغت کو مشغولیت سے پہلے،
(۵) زندگی کو موت سے پہلے۔

خبروں پر ایک نظر

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہڑپہ

کسی سیکولر سیاستداں کو اسلامی دفعات بلڈوز کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ہڑپہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد مولانا ولی محمدؒ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۳۰/دسمبر ۲۰۰۹ء بروز بدھ بعد نماز عشاء نہایت ہی عقیدت و احترام سے منعقد ہوئی۔ صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کے فرزند اور مرکز سراجیہ لاہور کے بانی مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ نے کی۔ کمپیئرنگ کے فرائض محمد ابراہیم وٹو نے ادا کئے۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور محمد رمضان بھیلا نے خطاب کیا۔ تلاوت اور نعتیہ کلام کی سعادت قاری محمد طیب اور مولانا محمد عمران شاہد عارفی نے حاصل کی۔ کانفرنس کے مقررین نے کہا کہ قادیانی اپنی مظلومیت کا جھوٹا چرچا اور بے بنیاد پروپیگنڈا کر کے بین الاقوامی سطح پر پاکستان اور اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی مصنوعی اور من گھڑت مظلومیت کو حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ قادیانی مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے ہر دور میں پیش پیش رہے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ملک کو افراتفری، بدامنی، کرپشن اور خودکش دھماکوں نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، گرمی ہے تو بجلی نہیں، سردی ہے تو گیس کی لوڈشیڈنگ ہے، دریا ہیں تو ان میں پانی نہیں، فوج ہے تو امن نہیں، پولیس ہے تو احترام نہیں، حکومت پاکستان بم دھماکوں میں غیر ملکی خفیہ ہاتھوں کے شواہد ملنے کے باوجود بھی خاموش و معذرت خواہانہ رویے اور اغماض کے راستے پر گامزن ہے، انہوں نے کہا کہ صحابہ کرامؓ نے جنگ یمامہ میں اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے منکرین ختم نبوت کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ آج ہمیں بھی صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا، انہوں نے مزید کہا کہ عاشقان مصطفیٰ قانون توہین رسالت اور قادیانیوں کے متعلق آئینی ترامیم کا ہر قیمت پر دفاع کریں گے، کسی سیکولر سیاستداں کو اسلامی دفعات بلڈوز کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ بھٹو مرحوم کے سیاسی ارتقاء سے فائدہ اٹھانے والوں کی طرف سے قادیانیت نوازی فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن کی بدولت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت و رفاقت نصیب ہوتی ہے، ہم عہد کرتے ہیں کہ پرچم ختم نبوت کو سرنگوں نہیں ہونے دیا جائے گا۔ مولانا محبوب الحسن طاہر نے کہا کہ مقدر والے بانصیب لوگوں کو ناموس رسالت کے دفاع کرنے کا نادر موقع ملتا ہے۔ کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعے مقامی پولیس انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ چک ای ایل۔۱۱/۹ اور ساہیوال میں قادیانی قبور پر لگائے گئے کتبوں سے کلمہ طیبہ، تسمیہ اور دیگر اسلامی شعائر کو فی الفور محفوظ کیا جائے اور قانون شکنی کے مرتکب قادیانی افراد کے خلاف سی۔۲۹۸ کے تحت مقدمات درج کئے جائیں۔ کانفرنس کا ہال خوبصورت بینروں سے سجایا گیا تھا۔ وقفہ وقفہ سے ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعروں سے ہال گونجتا رہا۔ سامعین کی کثیر تعداد نے بڑے ذوق و شوق سے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ پولیس اور ایجنسیوں کے اہلکاروں نے اجتماع کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ شرکائے کانفرنس کی خاطر مدارات کے لئے خورد و نوش کا وافر مقدار میں انتظام کیا گیا تھا۔ رات گئے تک کانفرنس جاری رہی۔ اس کا اختتام حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد کی دعا سے ہوا۔

ختم نبوت اور رد قادیانیت و عیسائیت دروس کا آغاز

کراچی (رپورٹ: ابن الحسین عابدی) جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ میں دورہ حدیث کے طلبا کے لئے ختم نبوت اور رد قادیانیت و عیسائیت دروس کا آغاز بروز اتوار ۹ محرم الحرام کو ہوا، حسب سابق لیکچرز کے لئے جامعہ فاروقیہ کے کہنہ مشق استاد مولانا زر محمد صاحب کا انتخاب کیا گیا۔ جامعہ فاروقیہ کے موسس اور مہتمم، وفاق المدارس العربیہ کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان جامعہ کے طلبا کی تعلیم پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت پر بھی خصوصی نظر رکھتے ہیں۔ شیخ الحدیث دامت فیوضہم کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ دورہ حدیث کے طلبا سند فراغت حاصل کرنے کے بعد جہاں ایک طرف دینی علوم، تقویٰ، دعوت اور جہاد کی صفات سے مالا مال ہوں وہاں وہ ہر قسم کے باطل نظریات کا علمی میدان میں ہمہ وقت مقابلہ کے لئے مستعد ہوں،

اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ فاروقیہ میں دورۂ حدیث کے طلبا کرام کے لئے ختم نبوت اور رد قادیانیت و عیسائیت لیکچرز کا اہتمام کرایا گیا ہے۔ دورۂ حدیث کے پانچ سو کے قریب طلبا سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے فرمایا کہ ملا علی قاریؒ کا قول بہت مشہور ہے، اکثر لوگ کافر کے کفر کو ظاہر کرنے سے بھی اس قول کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ: ''اگر کسی انسان میں ننانوے علامات کفر کی اور ایک علامت اسلام کی پائی جائے تو اسے کافر نہ کہا جائے'' یہ قول اس شخص کے بارے میں ہے جو اپنی بات کی تشریح کرنے سے قبل فوت ہوگیا ہو، پھر ایک شخص اپنی زندگی میں باطل نظریات کا پرچار کرتا ہے، تقریر میں کرتا پھرتا ہے اور درجن بھر کتابیں لکھ کر اپنے خبث باطن کا اظہار واشگاف الفاظ میں کرتا ہے۔ ملا علی قاریؒ کا قول ایسے شخص کے بارے میں ہرگز ہرگز نہیں، کسی کے قول میں تاویل کی گنجائش ہو تو تاویل کی جائے گی۔ ختم نبوت کا مسئلہ نصوص سے ثابت ہے۔ منکر ختم نبوت کے کفر میں شک کا شائبہ بھی نہیں، جامعہ فاروقیہ کے استاذ الحدیث مولانا منظور احمد مینگل نے درس دیتے ہوئے کہا کہ علامہ ابن تیمیہؒ اپنی کتاب ''تنبیہ الولاۃ والحکام علی خاتم الانام'' میں رقم طراز ہیں کہ: ''ختم نبوت کے منکر کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے۔'' اس پر مولانا مینگل نے ایک صحابیؓ کا ایمان افروز عشق نبی سے معمور واقعہ سنایا۔ مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں شروع ہوچکی تھی۔ دوسرے شہر سے ایک شخص کا خط ان صحابیؓ کے پاس آیا کہ آپ کے بہنوئی کہتے ہیں کہ آخر مسیلمہ کذاب کے ساتھ مذاکرات کیوں نہیں کئے جاتے؟ آپ لوگ اس کے قتل کے درپہ کیوں ہیں؟ کم از کم اس کی بات تو سن لو۔ صحابیؓ رسول نے اسی وقت قاصد کے ذریعہ پیغام بھجوایا: ''میرا خط پہنچتے ہی میرے بہنوئی کا سرتن سے جدا کردو۔'' مولانا نازر محمد نے درس کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی دیگر پیشینگوئیوں کے ساتھ ایک پیشینگوئی یہ بھی تھی کہ ''میری امت میں تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے، ہر ایک یہ کہے گا میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔'' اس دور سے آج تک چھوٹے موٹے تیس سے زائد افراد دعویٰ نبوت کرچکے ہیں، جن میں چودھویں صدی کی ابتدا میں مرزا غلام احمد قادیانی، برطانیہ کا خود کاشتہ پودا بھی دعویٰ نبوت لے کر اٹھا۔ ان دروس میں کذاب و مدعیان نبوت کی قطعی علمی دلائل کے ذریعہ کھولی جائے گی۔

ملک کے حساس اداروں سے قادیانیوں کو نکالا جائے: قاضی احسان احمد

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے گوجرانوالہ کا تبلیغی دورہ کیا اور قلعہ سنگھیاں وزیر آباد، جامع مسجد بلال حیدری روڈ، جامعہ حنفیہ کلر آبادی، مسجد صدیق اکبر پیپلز کالونی، جامعہ مسجد عثمانیہ گرجاگھر اور جامع مسجد ابو ایوب انصاریؓ سرفراز کالونی گوجرانوالہ میں اجتماعات سے خطاب کیا۔ انہوں نے جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر پیپلز کالونی میں نماز جمعہ میں بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا حافظ محمد ثاقب، ضلع ناظم تبلیغ مولانا قاری عبدالغفور آرائیں، جمعیت طلبا اسلام پنجاب کے ڈپٹی کنوینر مولانا خرم شہزاد، ناظم دفتر حافظ محمد الیاس قادری، ضلعی قائم مقام امیر الحاج عثمان عمر ہاشمی، قاری محمد یوسف عثمانی، حاجی عبدالرحمن، مولانا قاری محمد عمران صدیقی اور دیگر حضرات بھی ان اجتماعات میں شریک رہے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ جب بھی کسی آمر کی حکومت آتی ہے یا پیپلز پارٹی اقتدار میں آتی ہے تو مرزائیت کو سازشیں کرنے کے مواقع مل جاتے ہیں۔ قادیانی اس وقت بھی ملک کی سالمیت کے خلاف کھیل رہے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک کے حساس اداروں سے قادیانیوں کو نکالا جائے۔ قاضی صاحب نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اجتماعات میں وزیر آباد پولیس کی قادیانیت نوازی کی بھی مذمت کی گئی، علاوہ ازیں اسٹوڈنٹس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداروں عبدالرؤف گھمن، ظہیر احمد ہاشمی، نوید رفیق بٹ، اعتزاز ارشد رندھاوا، حافظ محمد ناصر اور حافظ فیصل بلال نے مولانا قاضی احسان احمد سے ملاقات کرکے جماعتی امور پر مشاورت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی چند مطبوعات

احتساب قادیانیت (۳۰ جلدیں)	مولانا اللہ وسایا	......روپے
تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	مولانا اللہ وسایا	200روپے
قادیانیت کا علمی محاسبہ	پروفیسر الیاس برنیؒ	300روپے
رئیس قادیاں	مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200روپے
تاریخی قومی دستاویز	مولانا اللہ وسایا	200روپے
آئینہ قادیانیت	مولانا اللہ وسایا	110روپے
یادِ دلبراں	مولانا اللہ وسایا	50 روپے
قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	مولانا اللہ وسایا	50 روپے

اسٹاکسٹ
مکتبہ لدھیانوی
18 سلام کتب مارکیٹ،
بنوری ٹاؤن کراچی
Cell: 0321-2115595

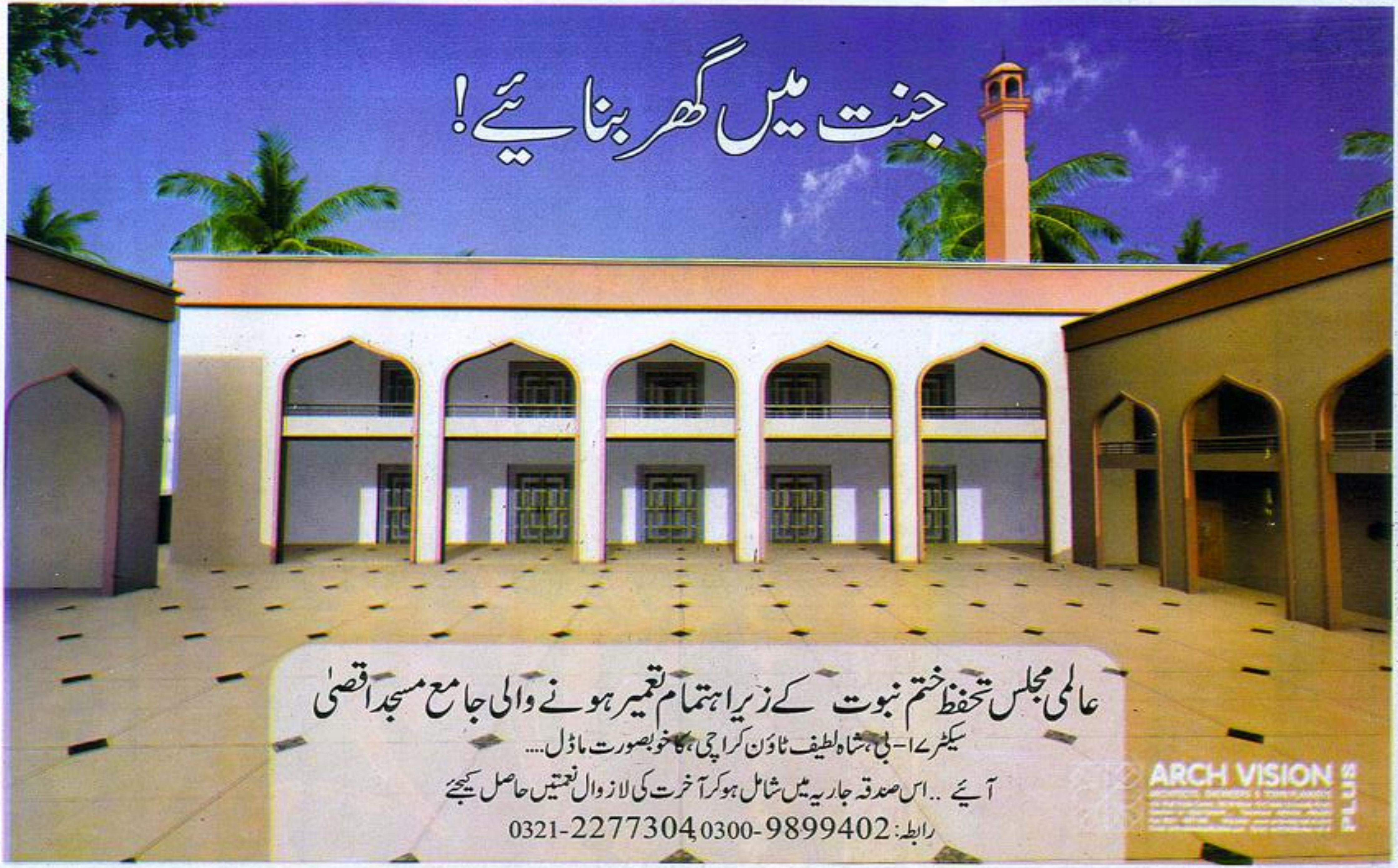
جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل....
آئیے .. اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304
ARCH VISION
PLUS